Regd. E. P. No. 161

رجسٹرڈ ای پی نمبر ۱۶۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

بدر

ہفت روزہ — قادیان

ایڈیٹر:- ملک صلاح الدین ایم۔ اے

اسسٹنٹ ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے — فی پرچہ ۲ آنہ

تواریخ اشاعت ۔ ۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۳	۲۱ امان ۱۳۳۳ ہش ۵ رجب ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۱ مارچ ۱۹۵۴ء	نمبر ۱۲

مخالفین کے مظالم پر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا صبر!

از حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام

"چونکہ مسلمان اسلام کے ابتدائی زمانہ میں تھوڑے تھے۔ اس لئے اُن کے مخالفوں نے بباعث اس تکبر کے جو فطرۃً ایسے فرقوں کے دل اور دماغ میں جاگزیں ہوتا ہے۔ جو اپنے تئیں دولت میں مال میں کثرتِ جماعت میں عزت میں مرتبہ میں دوسرے فرقہ سے برتر خیال کرتے ہیں۔ اُس وقت کے مسلمانوں یعنے صحابہؓ سے سخت دشمنی کا برتاؤ کیا۔ اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ آسمانی پودہ زمین پر قائم ہو۔ بلکہ وہ اِن راستبازوں کے ہلاک کرنے کے لئے اپنے ناخنوں تک زور لگا رہے تھے۔ اور کوئی دقیقہ آزار رسانی کا اُٹھا نہیں رکھا تھا۔ اور ان کو خوف یہ تھا کہ ایسا نہ ہو اس مذہب کے پیر جم جائیں۔ اور پھر اس کی ترقی ہمارے مذہب اور قوم کی بربادی کا موجب ہو جائے۔ سو اسی خوف سے جو ان کے دلوں میں ایک رُعب ناک صورت میں بیٹھ گیا تھا۔ نہایت جابرانہ اور ظالمانہ کارروائیاں ان سے ظہور میں آئیں اور اُنہوں نے دردناک طریقوں سے اکثر مسلمانوں کو ہلاک کیا۔ اور ایک زمانہ دراز تک جو تیرہ برس کی مدت تھی۔ ان کی طرف سے یہی کارروائی رہی۔ اور نہایت بے رحمی کی طرز سے خدا کے وفادار بندے اور نوع انسان کے فخر اُن شریر درندوں کی تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے۔ اور یتیم بچے اور عاجز اور مسکین عورتیں کوچوں اور گلیوں میں ذبح کئے گئے۔ اس پر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے قطعی طور پر یہ تاکید تھی کہ شر کا ہرگز مقابلہ نہ کرو۔ چنانچہ ان برگزیدہ راستبازوں نے ایسا ہی کیا۔ اُن کے خونوں سے کوچے سُرخ ہو گئے۔ پر انہوں نے دم نہ مارا۔ وہ قربانیوں کی طرح ذبح کئے گئے۔ پر اُنہوں نے آہ نہ کی۔ خدا کے پاک اور مقدس رسول کو جس پر زمین اور آسمان سے بے شمار سلام ہیں۔ بارہا پتھر مار کر خون سے آلودہ کیا گیا۔ مگر اُس صدق اور استقامت کے پہاڑ نے ان تمام آزاروں کی دلی انشراح اور محبت سے برداشت کی۔ اور ان صابرانہ اور عاجزانہ روشوں سے مخالفوں کی شوخی دن بدن بڑھتی گئی۔ اور انہوں نے اس مقدس جماعت کو اپنا ایک شکار سمجھ لیا۔"

(رسالہ جہاد صفحہ ۲۴)

اپنی حکومت سے ایک درخواست
صدر انجمن احمدیہ قادیان (مشرقی پنجاب) کا غیر معمولی ریزولیشن ۳۲ مورخہ ۱۴-۳-۵۴

صدر انجمن احمدیہ قادیان آج مورخہ ۱۴-۳-۵۴ کے خاص اجلاس میں اپنے پیارے آقا اور روحانی پیشوا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ پر ربوہ (مغربی پاکستان) میں قاتلانہ حملہ پر انتہائی پریشانی اور تشویش کو محسوس کرتے ہوئے اس پر دلی مذمت کا اظہار کرتی ہے۔

پریس کی رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ پر یہ وحشیانہ حملہ کسی باقاعدہ سوچی سمجھی سکیم اور سازش کے ماتحت کیا گیا ہے۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان رنج و غم کی حالت میں حکومت پاکستان سے توقع رکھتی ہے کہ وہ اس حملہ کے متعلق فوری طور پر معاملہ کی تحقیق کرائیگی اور حضرت خلیفۃ المسیح کی ذاتی حفاظت کے لئے تمام ضروری تدابیر اختیار کریگی۔

صدر انجمن احمدیہ مرکزیہ قادیان بھارت سرکار سے یہ درخواست کرتی ہے کہ وہ ہندوستان میں بسنے والے ہزارہا احمدی جماعت کے افراد کے مجروح احساسات کا خیال رکھتے ہوئے اس بارہ میں حکومت پاکستان کو فوری مؤثر کارروائی کرنے کے لئے توجہ دلا کر شکریہ کا موقعہ دے۔

صدر انجمن احمدیہ قادیان یہ بھی فیصلہ کرتی ہے کہ اس ریزولیشن کی نقول مع نقل پریس تار مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۵۴ء از پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ربوہ بنام روزنامہ المصلح کراچی۔ حکومت ہند اور حکومت مشرقی پنجاب کے ذمہ دار افسران کی خدمت میں فوری توجہ اور ضروری کارروائی کے لئے بھجوائی جائیں۔ نیز ہندوستان کے مختلف اخباروں کو بھی ارسال کی جائیں۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق
تاریخ وار اطلاعات

ربوہ ۱۵ مارچ ۱۹۵۴ء سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق تازہ رپورٹ یہ ہے۔ کہ ڈاکٹری رائے کے مطابق زخم تو ٹھیک رفتار سے مندمل ہو رہا ہے۔ اور امید ہے تین ہفتہ میں پوری طرح مندمل ہو جائے گا۔ اور بظاہر حالت زخم کی اچھی ہے۔ مگر ابھی تک بخار اور درد اور بے چینی کا سلسلہ چل رہا ہے اور اکثر بے خوابی بھی ہو جاتی ہے۔ زخم کے قریب کچھ ورم بھی ہے۔ مگر ڈاکٹر صاحبان زخم کے متعلق تسلی دلاتے ہیں۔ لاہور کے مشہور سرجن ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب دو دفعہ لاہور سے آکر دیکھ گئے ہیں۔ آج پھر آئیں گے۔ اور اس کے بعد غالباً جمعرات کے دن آئیں گے۔

حملہ بہت سخت تھا۔ اور حملہ آور نے اپنی طرف سے شہ رگ پر نشانہ لگایا تھا۔ مگر خدائی تصرف نے بچا لیا۔ ڈاکٹری رائے یہ ہے۔ کہ شہ رگ بال بال بچی۔ . . . . پولیس تفتیش کر رہی ہے۔ اس حملہ میں صریح سازش کا رنگ پایا جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نوجوان کو کسی نے پڑھا کر اور سکھا کر بھجوایا ہے۔ نوجوان کا کسرتی جسم ہے۔ پھرتیلا اور جوشیلی طبیعت کا ہے نام عبد الحمید ولد منصب دار ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے اپنے ۱۵-۳-۵۴ کے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"حضرت صاحب نے بڑی ہمت سے اس حملہ کو برداشت کیا ہے۔ اس حالت میں بھی اخبار پڑھتے اور باہر سے آئی ہوئی تاروں پر نظر ڈالتے ہیں۔ ضروری خطوط کے جواب کی ہدایت دیتے ہیں جس کی تعمیل ہم یہاں نیچے دفتر میں کرتے ہیں۔ ملزم پولیس کی حوالات میں زیر تفتیش ہے۔ اور خاص عملہ اس کی نگرانی کر رہا ہے۔ کئی شریف غیر احمدیوں کی طرف سے ہمدردی کے پیغام آئے ہیں۔ گو گندا طبقہ شہروں میں خوشی کی باتیں کرتا سنا جاتا ہے۔

ہر احمدی جماعت کے لوگ باہر سے انتہائی فکر میں آ آکر خیریت اور حالات دریافت کرتے ہیں اور اجتماعی ملاقات میں حصہ لیتے ہیں۔ پنجاب کے مختلف اضلاع کے علاوہ سرحد۔ بلوچستان۔ سندھ وغیرہ کے احباب آرہے ہیں۔ بیرونی ملکوں کے احمدیوں کو بھی تاروں کے ذریعہ اطلاعات جاری ہیں۔ اس وقت تک تقریباً ڈیڑھ ہزار روپیہ صرف ربوہ سے جانے والی تاروں پر خرچ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ کو کامل صحت عطا کرے اور جماعت کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔"

ربوہ (بذریعہ تار) ۱۶ مارچ بوقت ۱۲ بجے بعد دوپہر۔ ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب پھر لاہور سے ربوہ تشریف لائے۔ ان کی اطلاع کے مطابق زخم تسلی بخش طور پر درست ہو رہا ہے۔ مگر بخار ابھی بدستور ہے۔ حضور کو درد نقرس کی بھی تکلیف ہے۔

مورخہ ۱۶ مارچ کی شام کے لکھے ہوئے ربوہ کے ایک مکتوب میں ذکر ہے:۔ "رات ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب مشہور سرجن لاہور سے آئے تھے۔ ان کے ساتھ ڈاکٹر عبد الحق اور ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب بھی تھے۔ ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب نے آتے ہی حضرت صاحب کی پٹی کھول کر ڈریسنگ کیا۔ ابھی زخم کے اندر مواد کے نکلنے کیلئے ٹیوب رکھی ہوئی ہے۔ اور دوسرے حصوں پر ٹانکے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے زخم دیکھ کر بتایا کہ خدا کے فضل سے زخم کے مندمل ہونے کی حالت تسلی بخش ہے۔ اور امید ہے کہ جمعرات (۱۸-۳-۵۴) کے دن ٹانکے نکال دیئے جائیں گے۔ مگر چونکہ پیپ نکل رہی ہے اس لئے غالباً ٹیوب چند دن مزید ٹھہر کر نکالی جائیگی۔ اور پوری مندمل ہونے میں اندازاً تین ہفتے لگ جائیں گے۔ آج صبح پھر ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب نے زخم کھول کر ڈریسنگ کیا۔ اور زخم کی حالت "ماشاء اللہ" اچھی بتائی۔ ڈریسنگ کی سہولت کیلئے زخم کے آس پاس بال مونڈ کر جگہ صاف کر دی گئی۔ اسکے بعد ڈاکٹر صاحب واپس چلے گئے۔ اور جمعرات کی شام کو پھر آئیں گے . . . . . ابھی تک کثرت سے تاریں آرہی ہیں جن کا شمار غالباً ہزاروں تک پہنچ گیا ہے۔ خطوط کی تو انتہا نہیں۔ کئی غیر احمدی معززین کی بھی تاریں آئی ہیں۔ لوگ بھی کثرت سے آرہے ہیں۔ جنہیں ہر روز صبح اور شام کو گروپ بنا کر حضرت صاحب سے ملا دیا جاتا ہے۔ ـــــ ربوہ (بذریعہ تار) ۱۷ مارچ بوقت ۱۲ بجے ...

بھائی عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

حضرت مالک رضی اللہ عنہ کا قابل تقلید نمونہ

جنگ اُحد میں ابتدائی فتح کے بعد جب کفار کی طرف سے غیر متوقع طور پر مسلمانوں پر حملہ ہوا۔ تو حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ گئے۔ بعد دوسرے چند سپاہیوں کو دھکیل کر پیچھے کر دیا گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا پہاڑ کی طرح وہاں کھڑے تھے کہ زور سے ایک پتھر آپ کے خود پر لگا اور خود کی کیل آپ کے سر میں گھس گئی اور آپ بے ہوش ہو کر صحابہ کی لاشوں پر جا پڑے۔ کفار نے سمجھا کہ آپ مارے جا چکے ہیں۔ اور آن کی آن میں یہ خبر مشہور ہو گئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب اس خبر کا علم ہوا۔ تو آپ صدمہ کی تاب نہ لا کر ایک پتھر پر بیٹھ کر بچوں کی طرح رونے لگ گئے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک اور صحابی حضرت مالک رضی اللہ عنہ جنہوں نے رات سے کچھ نہ کھایا تھا اسلامی لشکر کی فتح کے وقت چند کھجوریں لے کر پیچھے کی طرف چلے گئے تھے۔ تا انہیں کھا کر اپنی بھوک کا علاج کریں وہ فتح کی خوشی میں ٹہلتے ٹہلتے حضرت عمر تک جا پہنچے اور انہیں روتے دیکھ کر حیرانی سے پوچھا:-

عمر! آپ کو کیا ہوا۔ اسلام کی فتح پر آپ کو خوش ہونا چاہیئے یا رونا چاہیئے!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ مالک! شاید تمہیں علم نہیں کہ ابتدائی فتح کے بعد دشمن نے اچانک حملہ کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ سمیت دشمن کا مقابلہ کرتے کرتے شہید ہو گئے۔"

مالک نے کہا عمر! اگر یہ واقعہ ہے۔ تو آپ یہاں بیٹھے کیوں رو رہے ہیں جس دنیا میں ہمارا محبوب گیا ہے ہمیں بھی تو وہیں جانا چاہیئے۔ یہ کہا اور وہ آخری کھجور جو آپ کے ہاتھ میں تھی جسے آپ منہ میں ڈالنے ہی والے تھے اُسے یہ کہتے ہوئے زمین پر پھینک دیا کہ:-

اے کھجور! مالک اور جنت کے درمیان تیرے سوا اور کونسی چیز روک ہے؟

یہ کہا اور تلوار لے کر دشمن کے لشکر میں گھس گئے۔ اور اس بے جگری سے لڑے ... دشمن حیران ہو گیا اور اس وحشت سے آپ پر حملہ کیا کہ جنگ کے بعد آپ کی لاش کے ستر ٹکڑے ملے حتیٰ کہ آپ کی لاش پہچانی نہیں جاتی تھی۔ آخر ایک انگلی سے آپ کی بہن نے پہچان کر بتایا کہ یہ میرے بھائی کی لاش ہے۔"

یہ وہ نمونہ ہے جو حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے اپنی فدائیت اور خدمت اسلامی کے صحیح جذبہ کے اظہار کے لئے رہتی دنیا تک قائم کیا۔

آج ہم بھی اپنے محبوب امام پر کئے گئے بزدلانہ حملے کی خبر سن کر اپنے دلوں میں سخت رنج اور افسوس محسوس کر رہے ہیں اور ہر احمدی کی خواہش ہے کہ جس طرح بھی ہو سکے وہ اپنے محبوب آقا کی درد میں شریک ہو! مگر بظاہر یہ چیز ناممکن ہے۔ دور تو دور آپ لوگوں کے لئے ہزاروں میلوں کی مسافت قسم قسم کی روکیں بین الملکی قوانین اپنے مقدس امام کی زیارت کے راستہ میں روک ہیں۔ لیکن حضرت مالک رضی اللہ عنہ کی طرح ہمارے لئے خدمتِ دین کا راستہ کھلا ہے۔ بلکہ اس طریق کو اختیار کر کے کہیں بڑھ چڑھ کر ہم لوگ اپنے محبوب امام کی دلی راحت کا موجب بن سکتے ہیں۔ وہ کیا طریق ہے یہی کہ ہم میں سے ہر ایک اپنی طرف سے پوری کوشش کرے کہ ..... خدمتِ دین کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی جملہ ہدایات اور آپ کے بیان فرمودہ خدمت دین کے پروگرام پر عمل پیرا ہوں۔ ہم میں سے ہر شخص اپنی زندگی کا مدعا اور انتہائی مقصود اس امر کو بنا لے کہ وہ اپنی ہمت اور وسعت کے مطابق اسلام کی امن بخش تعلیم اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلےٰ نمونہ کو زیادہ سے زیادہ لوگوں کے اذہان میں راسخ کرے گا۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کی طرف حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے تمام احباب جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے اپنے تازہ پیغام میں فرمایا ہے:-

"برادران آپ سن چکے ہوں گے کہ مجھ پر ایک نادان دشمن نے حملہ کیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ان لوگوں کی آنکھیں کھولے اور اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ان پر جو فرض عائد ہوتا ہے اسے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔"

ان روح پرور کلمات کے ابتدائی حصہ میں جہاں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے اعلےٰ کریکٹر کا نمونہ نظر آتا ہے۔ وہاں دوسرے حصہ میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ جس قسم کی حرکت ... ہم پر حملہ کرنے والے کی طرف سے کیا گیا ہے اسلام اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم کے سخت منافی ہے۔ اور اگر اسلام کی امن بخش تعلیم کو مشعل راہ بنایا جاتا تو آج اپنے سے اختلاف رائے رکھنے والے کے حق میں اس قسم کی حرکت نہ کی جاتی۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ اگر آج دنیا اسلامی تعلیم کی روح کو پالے اور اُس کے مطابق اپنے نظریات کو بلند کرے۔ تو دنیا میں ہر قسم کے فتنہ و فساد جڑ سے اکھڑ جائیں۔

پس جماعت احمدیہ کے تمام افراد کا یہ کام ہے۔ کہ اپنے محبوب امام کی خواہش کے مطابق محبت اور پریم کے ساتھ اسلام و احمدیت کی تعلیم کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچائیں۔ اُنہیں اس پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کریں تا دنیا امن کی اصل راہ پر چل کر اُن مصائب سے نجات پائے جو وہ اپنی نادانی کی وجہ سے اپنے آپ پر لا رہی ہے اور تا دنیا ایک بہشت کا نمونہ بن جائے۔ اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یقیناً ہے کہ ہم نے حضرت مالک کی طرح اپنے محبوب کے ساتھ حقیقی محبت کا حق ادا کر دیا!!

(محمد حفیظ بقا پوری)

جماعت احمدیہ کے لئے سال رواں کا پروگرام

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(۱) "ہر تعلیم یافتہ مرد اور ہر تعلیم یافتہ عورت جماعت کے کسی ایک مرد یا عورت کو جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے معمولی لکھنا پڑھنا سکھا دے۔"

(۲) "جماعت کا ہر فرد چھوٹا ہو یا بڑا عورت ہو یا مرد تحریک جدید میں حصہ لے ..... جماعت کا کوئی فرد تحریک جدید سے باہر نہ رہ جائے۔"

(۳) "ہر احمدی زمیندار جو فصل عام طور پر کاشت کرتا ہے وہ اس کا ایک فی صدی زیادہ بوئے اور اس کی آمد تحریک جدید میں دے۔"

(۴) "ہر احمدی اپنے ہاتھ سے کچھ نہ کچھ زائد کام کرے اور اس سے جو آمد ہو وہ اشاعت اسلام کے لئے دے۔"

یہ پروگرام

میں نے جماعت کے لئے تجویز کیا ہے ..... سلسلہ کے مبلغ جس جگہ جائیں وہ اور دوں کو اس کی ترغیب دلائیں۔ اور لوگوں سے سو فی صدی اس پروگرام پر عمل کرانے کی کوشش کریں۔ اور جماعت کے سیکرٹری اور پریذیڈنٹ صاحبان ذمہ داری سے کام لیں اور جماعت کے تمام افراد سے اس پر عمل کرائیں۔

... صاحب چند روز کیلئے ربوہ تشریف لے گئے۔

ضروری اعلان

ہمارے پیارے آقا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پر ربوہ میں جو قاتلانہ حملہ ہوا ہے۔ اس کی اطلاع پر ہندوستان کے سینکڑوں افراد اور جماعتوں کی طرف سے انتہائی رنج و تشویش اور پریشانی کے خطوط اور تار مرکز قادیان میں موصول ہوئی ہیں اور متواتر آ رہی ہیں۔ اور بعض جماعتوں کی طرف سے اس سلسلہ میں احتجاج کے ریزولیوشن کی اطلاعات بھی مل رہی ہیں۔ دوستوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جماعت احمدیہ کی سابقہ روایات اور اسلام اور احمدیت کی سچی تعلیم کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہوئے اس صدمہ کو مومنانہ ہمت کے ساتھ برداشت کریں۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اس بے حد تکلیف دہ واقعہ پر اظہار مذمت اور اس واقعہ کی تحقیق کے لئے جو ریزولیوشن پاس کیا ہے وہ پہلے صفحہ پر درج ہے۔ جماعتوں کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ ہندوستان کی کوئی جماعت اس سلسلہ میں حکومت پاکستان کے نام پروٹسٹ نہ بھیجے۔ اور نہ ہی حکومت پاکستان کے افسران کو مخاطب کرے یا ان کے نام کسی ریزولیوشن کی براہ راست نقل بھجوائے۔ جو جماعت چاہے وہ صرف اپنے رنج و غم کے اظہار۔ معاملہ کی پوری تحقیق اور حکومت پاکستان کو توجہ دلانے کے لئے اپنی بھارت سرکار کے پاس نرم اور مؤدبانہ الفاظ میں ریزولیوشن بھجوا سکتی ہے۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق تازہ ترین اطلاع

ربوہ ۱۸ مارچ (بذریعہ تار) بعد دوپہر لاہور سے مکرمی ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب حضور کے معائنہ کے لئے تشریف لائے انہوں نے بعد معائنہ نقرس کی تکلیف کے لئے نسخہ تجویز فرمایا۔ درد نقرس اب کم ہو رہی ہے ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب آج شام حضور کے زخم کے معائنہ کے لئے لاہور سے تشریف لا رہے ہیں حضور نے گذشتہ رات آرام سے گذاری۔ عام حالت پہلے سے بہتر ہے۔ الحمد للہ۔

ربوہ ۱۹ مارچ (بذریعہ تار) ۳ بجے بعد دوپہر "ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب نے کل رات حضور کے زخموں کے ٹانکے اتار دیئے ہیں۔ لیکن بتیاں ابھی رکھی ہوئی ہیں تاکہ مواد نکلتا رہے۔ درد نقرس میں کمی ہے۔ حضور کی عام حالت بھی تسلی بخش طور پر ٹھیک ہو رہی ہے۔" الحمد للہ

مقامی خبریں

قادیان ۱۸ مارچ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ... ۱۸ مارچ بعد نماز مسجد مبارک میں مجرم ...

خطبہ جمعہ

جماعت کے مخلص دوست اپنا پورا زور لگائیں کہ ہر احمدی تحریک جدید میں حصہ لے

اگر تم صحیح ایمانی روح پیدا کرو۔ تو پھر صداقت کی خاطر قربانی کرنے میں کوئی روکاوٹ حائل نہ ہوگی

یورپ کے باشندوں میں خدا تعالیٰ کی آواز سننے کی خواہش پیدا ہو رہی ہے۔ اس خواہش کو ہماری جماعت ہی پورا کر سکتی ہے۔

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۲؍فروری ۱۹۵۴ء بمقام ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

میں پچھلے دو ہفتوں سے

تحریک جدید کے متعلق

خطبات دے رہا ہوں۔ اس جمعہ پر بھی میں اسی سلسلہ میں کچھ باتیں کہنی چاہتا ہوں۔ پچھلے جمعہ میں میں نے بتایا تھا کہ گزشتہ سال کے تحریک جدید کے وعدوں سے اس سال کے وعدوں کا فرق قریباً پچاس ہزار کا تھا۔ آخری ایام میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے اچھی کوشش کی ہے۔ اور تحریک جدید کا جو منشاء بنایا گیا تھا۔ اس میں جماعت کے دوستوں نے خوب سرگرمی سے کام کیا۔ چنانچہ جماعتوں کی طرف سے جو رپورٹیں آئی ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ

بہت سی جماعتوں میں بیداری

پیدا ہو رہی ہے۔ اور اب کل فرق پچاس ہزار سے اٹھائیس ہزار کا رہ گیا ہے۔ اور کل سے اس وقت تک جو وعدے وصول ہوئے ہیں ان کا اندازہ کرتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ غالباً یہ فرق پچیس ہزار سے بھی کم رہ جائے گا۔ ابھی نئی مقرر کردہ تاریخ کے لحاظ سے وعدوں میں دس دن باقی ہیں۔ اور وعدوں کے یہاں پہنچنے میں بھی پانچ دس دن لگ جائیں گے اگر ان دنوں میں بھی جماعت کے احباب اسی طرح کوشش کرتے رہے جس طرح وہ پہلے چندہ دیتے رہے ہیں تو مجھے یقین ہے کہ نہ صرف وہ فرق دور ہو جائے گا جو اس سال کے وعدوں میں اور پچھلے سال کے وعدوں میں ہے بلکہ اس سال کے وعدے پچھلے سال کے وعدوں سے بڑھ جائیں گے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اب جبکہ وعدے قریباً پورے ہو گئے ہیں۔ سال اول کے وعدوں میں

چھبیس ہزار کا فرق

ہے۔ اگر سب دوست دس فی صدی کم کرتے۔ تب بھی ۲۴ ہزار کا فرق ہونا چاہیئے تھا مگر وعدے کم کرنے والے بیس فی صدی بھی نہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دس فیصدی کے قریب لوگوں نے وعدہ کیا ہی نہیں۔ ایک اعلیٰ نیکی کے کام میں حصہ لینے کے بعد یہ غفلت قابلِ افسوس ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ دفتر دوم کے وعدوں میں زیادتی ہے۔ گو امید کے مطابق نہیں مگر بہرحال زیادتی ہے۔ الحمد للہ۔ خدا کرے اب ادائیگی میں بھی چستی ہو۔ آمین۔

میں دیکھتا ہوں کہ

بیرونی ممالک میں اسلام کی تڑپ

پیدا ہو رہی ہے۔ اور یہ تڑپ نہ صرف غیر مسلم ممالک میں پیدا ہو رہی ہے۔ بلکہ مسلم ممالک میں بھی پیدا ہو رہی ہے۔ اور ان میں یہ احساس پیدا ہو رہا ہے کہ وہ اپنے بچے غیر ملکوں میں بھیجیں تاکہ وہ دینی تعلیم حاصل کریں۔ اور اس طرح وہ اپنے علاقوں میں اسلام کو مضبوط کر سکیں چنانچہ مریسوس کی جماعت نے ان کی جماعت اسلامیہ کمیٹی سے چٹھی آئی ہے کہ آپ اپنی جماعت کی طرف سے ہمارے کچھ لڑکوں کو وظیفے دیں۔ تاکہ وہ دوسرے ممالک میں جا کر اسلام کی تعلیم حاصل کر سکیں۔ اور اس طرح نہ صرف ہر سال ہمارے ملک کی تعلیم ترقی کرے۔ بلکہ اسلامی ممالک سے ہمارے تعلقات بھی مضبوط ہوں۔ ہر ملک میں کچھ خصلتیں ہوتی ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ اپنے قرب و جوار کے علاقہ میں ایک فضیلت حاصل کر لیتا ہے۔ مثلاً یورپ کے ملکوں میں ذاتی کیریکٹر اور محنت کی عادت ایسی پائی جاتی ہے۔ جو ابھی تک ایشیائی ممالک میں پیدا نہیں ہو سکی۔ وہاں لوگ اس قدر محنت کرتے ہیں کہ ان کے آگے ہمارے ملک کے رہنے والوں کی محنت بالکل ہیچ نظر آتی ہے۔ اگر ہمارے سامنے خدا تعالیٰ کے وعدے نہ ہوں تو انہیں دیکھ کر ہمیں مایوسی ہوتی ہے۔ کہ ان حالات میں ہم ان کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں۔ ان کے عورت مرد اور بچے سب کام میں لگے ہوئے ہوتے ہیں ان کے دلوں میں اُمنگیں پائی جاتی ہیں۔ اور ان میں سے کوئی شخص نہیں چاہتا۔ کہ وہ اپنے مقام پر ہمیشہ کھڑا رہے۔ یا ہمارے ملک کے لوگوں کی طرح یہ نہیں چاہتا کہ دوسرے لوگ اسے سہارا دے کر کھڑا کریں۔ ہمارے ملک میں اگر کوئی شخص ذرا سی تکلیف میں بھی مبتلا ہو جاتا ہے۔ تو وہ اپنے دائیں بائیں دیکھنے لگ جاتا ہے۔ پھر اسلامی تعلیم کی کمی کی وجہ سے چونکہ مذہب کا مادہ کم ہو گیا ہے۔ اس لئے وہ یہ نہیں کرتا۔ کہ اپنے نمونہ سے لوگوں کے اندر مدد کی تڑپ پیدا کرے۔ بلکہ لوگوں کے خلاف یہ پروپیگنڈا شروع کر دیتا ہے۔ کہ وہ اس کی مدد نہیں کرتے۔ ہمارے ملک کی حالت ایسی ہو رہی ہے جیسے

لطیفہ مشہور ہے

کہ کوئی سپاہی سڑک سے گزر رہا تھا کہ اس کے کان میں آواز آئی۔ کہ میاں ادھر آؤ۔ میاں ادھر آؤ۔ سڑک کے قریب ہی جنگل تھا جس سے آواز آ رہی تھی۔ وہ سڑک چھوڑ کر جنگل کی طرف گیا۔ اور اس نے دیکھا کہ دو آدمی لیٹے ہوئے ہیں۔ اس نے ان سے دریافت کیا کہ تم پر کیا مصیبت پڑی ہے جس کی وجہ سے تم نے مجھے بلایا ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا یہاں اوپر کی بیری سے ایک بیر گر کر میرے سینہ پر آ پڑا ہے تم یہ بیر اُٹھا کر میرے منہ میں ڈال دو۔ سپاہی کو غصہ آیا۔ کہ اتنی چھوٹی سی بات کے لئے اسے تکلیف دی گئی ہے۔ اور اس کا سفر خراب کیا گیا ہے۔ چنانچہ سپاہی اس سے ترشی سے پیش آیا اور اس نے کہا۔ تم بڑے بے حیا اور بے شرم ہو۔ کیا تم خود یہ بیر اُٹھا کر اپنے منہ میں نہیں ڈال سکتے تھے۔ اس پر دوسرا شخص کہنے لگا۔ میاں جانے دو کیوں ناراض ہوتے ہو اس شخص کی حالت ہی ایسی ہے ساری رات کتا میرا منہ چاٹتا رہا۔ لیکن اس کمبخت سے اتنا بھی نہیں ہوا۔ کہ اسے ہشت کرتا۔ یہ بات سن کر سپاہی بالکل مایوس ہو گیا۔ اور اس نے سمجھ لیا کہ انہیں کچھ کہنا بے فائدہ ہے۔ چنانچہ وہ اپنے سفر پر چلا گیا۔

ہمارے سارے ملک کی یہی حالت ہے

ہر شخص یہ امید کرتا ہے کہ اسے دوسرے لوگ اٹھائیں اور اگر دوسرے لوگ اسے نہیں اٹھاتے تو اسے ان سے شکوہ ہوتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے سینکڑوں آدمی ایسے ہیں جو جماعت کے وظائف سے پڑھ کر انٹرنس تک تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ یا ایف۔ اے یا بی۔ اے یا ایم۔ اے ہو چکے ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ یہ شکوہ کرتے ہیں۔ کہ جماعت نے ان کی پوری مدد نہیں کی۔ انہیں یہ کبھی خیال نہیں آتا۔ کہ جن لوگوں نے انہیں مدد دی ہے ان کی حالت بھی ان جیسی رہی ہے۔ کئی لوگ۔ ایسے ہیں جنہوں نے چندے دیئے۔ اور اس مالی بوجھ کو برداشت کرنے کی وجہ سے انہوں نے اپنے بچوں کی تعلیم خراب کر لی۔ اور پھر اگر وہ اپنے خرچ پر پڑھتا تو شاید انٹرنس پاس کر لیتا یا ایف۔ اے کر لیتا لیکن جماعت کی مدد سے اس نے بی۔ اے یا ایم۔ اے پاس کر لیا ہے۔ مگر بجائے اس کے کہ وہ احسان مند ہو۔ اور یہ ارادہ کرے کہ اب وہ دوسروں کو تعلیم کے سلسلہ میں مالی مدد دے گا۔ وہ جماعت سے اس بات کا شکوہ کرتا ہے کہ اس نے پوری طرح اس کی مدد نہیں کی۔ دوسرے ملکوں میں یہ بات نہیں پائی جاتی جماعتیں اور سوسائٹیاں تو الگ رہیں۔ وہ لوگ ماں باپ سے بھی مدد نہیں لیتے۔ ایک دفعہ

چودھری ظفر اللہ خاں صاحب

نے مجھے ایک قصہ سنایا۔ جب وہ پہلی دفعہ امریکہ گئے۔ اس وقت وہ مذیر نہیں ہوئے تھے اب تو ان کی تقریروں اور خدمات کی وجہ سے ایک خاص اثر قائم ہو چکا ہے۔ لیکن جب وہ نئے نئے امریکہ گئے تھے۔ تو اس وقت ہمارے مبلغوں کی امداد بھی ان کے لئے بڑی کارآمد ہوتی تھی۔ ایک دن انہوں نے سیر کے لئے باہر جانے کا ارادہ کیا۔ تو انہوں نے مبلغ سے کہا۔ کہ وہ انہیں کوئی ایسا آدمی دے۔ جو سیر کرا دے چنانچہ مبلغ نے انہیں چودہ پندرہ سال کا ایک لڑکا دیا۔ اور کہا کہ یہ ہوشیار لڑکا ہے۔ یہ آپ کو سیر کرا دے گا۔ وہ لڑکا چودہ پندرہ سال کا تھا یا سولہ سترہ سال کا۔ بہرحال اس کی عمر تعلیمی تھی۔ چوہدری صاحب نے بتایا کہ اس لڑکے کی باتوں سے پتہ لگتا تھا۔ کہ وہ نوکری کرتا ہے۔ اور اس کی باتوں سے یہ بھی پتہ لگتا تھا کہ اس کا باپ اچھا مالدار ہے

چوہدری صاحب نے بتایا

کہ میں نے اس لڑکے سے کہا۔ میاں تمہارا باپ مالدار ہے وہ تمہیں تعلیم کیوں نہیں دلاتا۔ اس پر مجھے یوں محسوس ہوا۔ کہ گویا اس کی ہتک ہو گئی ہے اور وہ بڑے جوش سے کہنے لگا۔ میں کسی کی مدد کیوں لوں۔ میرا باپ اپنی محنت سے بڑا بنا ہے۔ میں بھی اپنی محنت سے بڑا بنوں گا۔ مجھے کسی سے مدد لینے کی ضرورت نہیں (ادھر ہمارے بچوں کی یہ حالت کہ تیس تیس سال کے ہو کے ماں باپ کی امداد پر نظر لگی رہتی ہے۔ میرے اپنے بچوں کا بھی حال ہے اور مجھے ہمیشہ فکر رہتا ہے کہ اس ہمت کے ساتھ انہوں نے دنیا کی اصلاح کیا کرنی ہے) یہی وجہ ہے ان کے اس قدر ترقی کر جانے کی۔ ان کے بڑے آدمیوں کو دیکھ لو۔ ان میں سے اکثر ایک کنگال شخص کی حیثیت سے اٹھے ہیں ہمارے بڑے بھائی مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم جو مرزا عزیز احمد صاحب کے والد تھے۔ ابھی احمدی نہیں ہوئے تھے۔ کہ وہ یورپ گئے۔ انہوں نے بتایا کہ جب میں یورپ گیا، تو ایک شہر میں چند دوستوں سے مل کر ایک مکان کرایہ پر لیا۔ ایک لڑکی اس مکان والوں کی خدمت کیا کرتی تھی۔ ایک دن انہوں نے دیکھا کہ لڑکی رو رہی ہے۔ اور اس کی آنکھیں رونے کی وجہ سے سوجی ہوئی ہیں۔ ہم نے سمجھا کہ شاید اس کا کوئی رشتہ دار مر گیا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ رو رہی ہے۔ چنانچہ ہم نے اس سے دریافت کیا کہ اس کے رونے کا کیا سبب ہے تو اس نے بتایا کہ اسے جو تنخواہ ملتی تھی۔ وہ اس کی جیب سے گر گئی ہے۔ ہم جانتے تھے کہ اس لڑکی کے والدین کماتے تھے بیکار نہیں تھے۔ چنانچہ ہم نے اس لڑکی سے کہا تم صدقی کیوں ہو۔ تم لاوارث تو نہیں ہو۔ تمہارے والدین زندہ موجود ہیں اور وہ کماتے ہیں تمہیں لوٹا دیں گے

گھر ضرورت ہے۔ تو اس لڑکی نے ہمیں بتایا کہ میرے والدین مجھے ایک دن بھی روٹی نہیں دیتے ہمارے ملک میں اس قسم کی کوئی مثال نہیں پائی جاتی ماں باپ خود فاقے کریں گے اور اپنے بچوں کا پیٹ پالیں گے مگر یورپین ممالک میں

بچوں میں حوصلہ پیدا کرنے کیلئے

یہ طریق جاری ہے۔ کہ جب بچے جوان ہو جاتے ہیں اور کام کاج کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ تو وہ ان سے کہتے ہیں جاؤ۔ اور کما لاؤ۔ خاص طور پر ماں باپ اپنے بچوں سے کھانے کا خرچ لیتے ہیں لیکن بعض لوگ بچوں سے مکان کا کرایہ تک بھی لیتے ہیں۔ وہ ان سے کہہ دیتے ہیں۔ کہ مکان کے ایک کمرہ میں تمہاری چارپائی بھی ہے۔ تم اس جگہ کا کرایہ دو۔ لیکن ہمارے ہاں بچہ چھ سات سال کا ہوتا ہے۔ تو پڑھنے کے لئے مدرسہ بھیجا جاتا ہے۔ اور اور پھر وہ ہر سال فیل ہوتا جاتا ہے۔ اور بعض اوقات وہ بیس بیس پچیس پچیس سال کی عمر کا ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کے ماں باپ اس پر خرچ کرتے ہیں۔ اور اس بچے کو یہ احساس بھی نہیں ہوتا۔ کہ وہ اپنی تعلیم ہی مکمل کرے۔ پھر اکثر بچے ایسے ہوتے ہیں۔ کہ جب وہ کمانے لگتے ہیں۔ تو والدین کی مدد نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں۔ کہ ان پر صرف اپنی اولاد کی خدمت کرنا فرض ہے۔ اور بعض نوجوان تو ایسے ہوتے ہیں۔ جو سینما دیکھتے ہیں۔ عیاشیاں کرتے ہیں۔ لیکن جب کوئی ان سے کہے۔ کہ میاں تم اپنے والدین کو بھی کچھ بھیجا کرو۔ تو وہ کہہ دیتے ہیں کوئی پیسہ بچے تو بھیجیں۔ کوئی پیسہ بچتا ہی نہیں۔ والدین کو کہاں سے دیں۔ غرض ان ممالک کے حالات اس قسم کے ہیں۔ کہ ان لوگوں کی محنت کو دیکھ کر مایوسی ہوتی ہے۔ کہ ایسے حالات میں ہم انہیں شکست کیسے دیں گے۔ لیکن پھر بھی ان کے اندر ایک

احساس کمتری پیدا ہو رہا ہے

اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ کوئی ایسی چیز ہے۔ جو ان کے پاس نہیں۔ اور ایشیائیوں کے پاس ہے۔ یہ احساس کمتری ابھی زیادہ نمایاں نہیں۔ کہ بڑے اور چھوٹے سب لوگوں میں پایا جائے لیکن تاہم ایک طبقہ ان کے اندر ایسا پیدا ہو گیا ہے۔ کہ جو سمجھتا ہے کہ ان کے پاس دولت ہے۔ ملک ہے لیکن انہیں دل کا چین نصیب نہیں۔ وہ لوگ شراب پیتے ہیں سینما دیکھتے ہیں۔ ناچ اور گانوں میں دن گذارتے ہیں۔ لیکن جب نشہ اتر جاتا ہے اور وہ چارپائی پر جا کر بیٹھتے ہیں۔ تو انہیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اندر کوئی خلا رہ پایا جاتا ہے۔ اور وہ خلا رسوائے

تعلق باللہ

اور دین کے اور کوئی چیز پر نہیں کر سکتی۔ دنیا کی ہر نعمت کو حاصل کر لینے کے بعد بھی ان کے اندر یہ حسرت

حسرت ہوتی ہے۔ کہ کوئی چیز ایسی ہے جو انہیں حاصل نہیں۔ اور وہ حاصل ہونی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ سے محبت ایک ایسی نعمت ہے۔ کہ جب وہ کسی شخص کو مل جاتی ہے۔ تو دنیا کے سارے غم مٹ جاتے ہیں۔ اور اسے کوئی حسرت باقی نہیں رہتی۔ اسے کسی چیز کی خواہش پیدا نہیں ہوتی۔ عارضی غم بے شک آتے ہیں۔ مثلاً کسی کو کانٹا چبھ جائے تو اس کے نتیجہ میں اسے درد تو ہوتی ہے۔ لیکن اسے کوئی شخص بیماری نہیں کہتا۔ اسی طرح عارضی غم اور تکلیفیں تو آتے ہیں۔ لیکن یہ غم ان کے رستہ میں روک نہیں بنتے۔ اور انہیں اپنے درجہ کے مطابق انہیں امن اور آرام حاصل رہتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک بڑھیا تھی۔ جو بہت نیک تھی۔ ایک دن میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی۔ کہ میں کسی طرح اس کی مدد کروں۔ چنانچہ میں اس بڑھیا کے پاس گیا۔ اور اسے کہا کہ مائی میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی ہے۔ کہ میں کسی طرح تمہاری مدد کروں۔ تمہاری کوئی خواہش ہو تو مجھے بتاؤ۔ تا میں اسے پورا کر کے دل کی خوشی حاصل کروں۔ اس بڑھیا نے آپ کا نام لے کر کہا۔ نور الدین اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت کچھ دیا ہے مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ آپ نے کہا۔ مائی پھر بھی۔

تم غریب عورت ہو

اگر کسی طرح میں تمہاری مدد کر سکوں، تو یہ بات میرے لئے بڑی خوشی کا موجب ہو گی۔ مگر اس بڑھیا نے پھر یہی کہا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے سب کچھ دیا ہے۔ مجھے کسی اور چیز کی خواہش نہیں۔ فلاں شخص کے گھر سے دو روٹیاں آ جاتی ہیں ایک روٹی میں کھا لیتی ہوں۔ اور ایک روٹی میرا بیٹا کھا لیتا ہے۔ اور ایک لحاف ہمارے پاس ہے۔ جس میں ہم دونوں ماں بیٹا ایک دوسرے کی طرف پیٹھ کر کے سو جاتے ہیں۔ جب میرا بازو تھک جاتا ہے۔ تو میں اپنے بیٹے سے کہہ دیتی ہوں بیٹا ذرا کروٹ بدل لے۔ تو وہ کروٹ بدل لیتا ہے۔ اور اس طرح میں دوسرے پہلو پر سو جاتی ہوں۔ اور جب لڑکے کا بازو تھک جاتا ہے تو وہ مجھ سے کہہ دیتا ہے۔ ماں ذرا کروٹ بدل لو۔ اور میں کروٹ بدل لیتی ہوں اور وہ دوسرے پہلو پر سو جاتا ہے۔ بیٹا بڑے مزے میں ہیں مجھے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ بات سن کر مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ اس قسم کی غربت میں بھی وہ کتنی خوش ہے۔ اس کی وجہ یہی تھی۔ کہ نیکی کی وجہ سے اسے کسی قسم کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرماتے تھے

کہ میں نے پھر اصرار کیا۔ کہ مائی پھر بھی تمہیں کوئی خواہش ہو تو مجھے بتاؤ۔ میں اسے پورا کر کے ثواب حاصل کر سکوں اس عورت نے کہا اگر یہ بات ہے تو میری نظر کمزور ہو گئی ہے

میرے پاس جو قرآن کریم ہے وہ باریک لفظوں والا ہے میں تلاوت کرتی ہوں تو نظر تھک جاتی ہے اگر تم موٹے الفاظ والا قرآن کریم لا دو۔ تو میں اپنی خواہش کے مطابق دیر تک تلاوت کر سکوں۔ یہ حالت جو اطمینان کی ہوتی ہے۔ دین کی وجہ سے نصیب ہوتی ہے۔ اور اسو جہ سے حاصل ہوتی ہے کہ انسان کو خدا تعالیٰ نظر آ جاتا ہے۔ جب اسے خدا تعالیٰ نظر آ جاتا ہے۔ تو دنیا کی سب چیزیں اس کے سامنے سے ہٹ جاتی ہیں۔ دنیا کی کوئی چیز اس کے اندر غم پیدا نہیں کرتی کوئی چیز اس کے دل کی طاقتوں کو توڑتی نہیں۔ غرض یورپ کے لوگ یہ محسوس کرنے لگے ہیں۔ کہ ان کے پاس بے شک دولت ہے، لیکن پھر بھی انہیں دل کا چین نصیب نہیں۔ اور اسے حاصل کرنے کے لئے ان کے اندر خواہش پیدا ہو رہی ہے۔ اور وہ چاہتے ہیں۔ کہ ان تک خدا تعالیٰ کی آواز پہنچائی جائے۔ تا وہ بھی اس پر غور کریں۔ اور خبر یہ ہیں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو اسے قبول کر لیتے ہیں۔ اسی طرح تعلیم یافتہ لوگوں کو بھی اسی طرف توجہ ہو رہی ہے۔ یہ چیز جو غیر ممالک میں پیدا ہو رہی ہے اسے پورا کرنا ہماری جماعت کے سوا اور کسی کا کام نہیں۔

ہم بے شک تھوڑے ہیں

غریب ہیں۔ کنگال ہیں۔ ہم میں سے بڑے سے بڑا امیر آدمی یورپ کے درمیانہ درجہ کے لوگوں سے بھی نچلی حیثیت کا ہے۔ ان کے ہاں درمیانہ درجے کا آدمی لاکھ پتی ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے پانچ چند ایسے آدمی ہیں جن کے پاس لاکھوں روپے ہیں۔ اور وہ بھی لاکھ پتی نہیں کہلا سکتے۔ لاکھ پتی وہ ہوتا ہے۔ جس کے پاس تیس چالیس لاکھ روپیہ ہو۔ پھر ان میں بہت سے کروڑپتی اور ارب پتی بھی ہیں۔ امریکہ کے پاس پچیس پچیس تیس تیس ارب بلکہ اس سے بھی زیادہ روپیہ ہے۔ لیکن باوجود اس کے اللہ تعالیٰ نے ہماری ہی جماعت کو توفیق دی ہے کہ ایسے قربانی کرنے والے افراد اس رنگ میں قربانی کرتے ہیں۔ کہ حیرت آ جاتی ہے۔ لیکن ان کی قربانی ہمارے لئے تسلی کا موجب نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جماعت کے بعض لوگ ایسے بھی ہیں۔ کہ ان کے سامنے معجزات بھی ہیں نشانات بھی ہیں۔ احمدیت کی تعلیم بھی ہے۔ اور ہم نے خدا تعالیٰ کو کھینچ کر ان کے سامنے کر دیا ہے۔ لیکن ان کے دل کی گرہیں ابھی کھلی نہیں۔ جو وعدے آتے ہیں۔ ان میں سے کئی

یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے

دفتر والوں نے وعدوں کے فارموں پر ایک خانہ ماہوار آمد کا بھی بنایا ہوا ہے۔ اس خانہ کی وجہ سے قربانی کرنے والوں کی قربانی کا معیار واضح ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جن کے ناموں کے آگے لکھا ہوا ہوتا ہے۔ ماہوار آمد پچاس روپے۔ وعدہ تحریک جدید ۳۰/ روپے۔ چالیس روپے یا پینتالیس روپے اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جن کی آمد اڑھائی تین سو روپے ماہوار ہوتی ہے۔ اور وعدہ تحریک جدید پانچ روپے یا دس روپے ہوتا ہے۔ اس لئے ان کی قربانی کے معیار کا پتہ لگ جاتا ہے۔ اگر اڑھائی سو روپیہ ماہوار آمد والا شخص دس روپے وعدہ لکھاتا ہے تو اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ سال میں ۱۲۰ آنے دیتا ہے۔ اور ۱۶۰

آنوں کو سال پر تقسیم کیا جائے۔ تو ماہوار تیرہ چودہ آنہ کے درمیان پڑتا ہے۔ اور اگر ماہوار تنخواہ اڑھائی سو روپیہ ہو۔ تو اس کے معنے یہ ہوئے کہ وہ چار یا پانچ آنہ فی سینکڑہ قربانی کر رہے ہیں۔

دفتر والوں کو ہدایت

دی ہوئی ہے کہ اگر بڑی آمد والا شخص بھی پانچ روپے وعدہ لکھا دیتا ہے تو تم اس کا انکار نہ کرو بعض دفعہ وہ گھبراتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہم اسے دوبارہ لکھتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں رہنے دو۔ اگر کوئی شخص نیکی کی طرف ایک قدم اٹھاتا ہے۔ تو میرا تجربہ ہے کہ وہ ہمیشہ آگے کی طرف بڑھتا جاتا ہے۔ اور یہ تجربہ اتنا لمبا ہے۔ کہ صرف پہلے پانچ روپیہ کے متعلق مجھے فکر ہوتی ہے۔ جب کوئی شخص پانچ روپیہ دے دیتا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ اب اس کے نکیل پڑ گئی ہے۔ اسے لذت محسوس ہوگی۔ تو یہی پانچ روپے اگلے سال پچیس یا پچاس روپے بن جائیں گے۔ میں نے ایسے لوگ بھی دیکھے ہیں۔ کہ چندہ کے وقت انہوں نے کہا ہم ایک پیسہ ماہوار چندہ دیں گے۔ اور میں نے کہا۔ ان سے ایک پیسہ ہی لے لو۔ اور انہیں ثواب سے محروم نہ کرو۔ پھر انہی لوگوں کو میں نے تین تین چار چار سو روپے ماہوار دیتے بھی دیکھا ہے۔ کیونکہ آہستہ آہستہ دلوں کی کیفیت بدل گئی۔

میں امید کرتا ہوں کہ جماعت کے دوست اپنا پورا زور لگائیں گے۔ کہ

ہر احمدی تحریک جدید میں حصہ لے

میں نے جو یہ قاعدہ مقرر کیا ہے۔ کہ کم سے کم رقم وعدہ کی پانچ روپیہ ہو۔ اس میں بھی حکمت ہے۔ اگرچہ میں نے یہ اجازت دے دی ہے۔ کہ اگر کوئی شخص پانچ روپے نہیں دے سکتا تو پانچ آدمی مل کر پانچ روپے دیدیں۔ اور اگر وہ آٹھ آٹھ آنے دے سکتا ہے تو دس آدمی مل کر پانچ روپے دیدیں۔ بلکہ چاہے تو اتنے آدمی ایک ایک آنہ دے کر پانچ روپے دیدیں۔ لیکن کم سے کم وعدہ جو تحریک جدید میں لیا جائے وہ پانچ روپیہ ہو۔ کیونکہ میں نے دیکھا ہے۔ کہ جب کسی کو لذت حاصل ہو جائے۔ تو اس کے اندر بجائے دو پیچھے ہٹنے کے آگے بڑھتا ہے۔ سوائے اس کے کہ کوئی بالکل مردہ ہو جائے اور ایسا شاذ ہوتا ہے۔ عام طور پر جب لذت پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ وہ دوبارہ اس میں حصہ لے اور بڑھ چڑھ کر لے۔

میں ایک دفعہ دہلی گیا۔ چودھری ظفر اللہ خاں اس وقت وزیر نہیں بنے تھے۔ ویسے وہ ایک خاص مقدمہ کی پیروی کے لئے مامور تھے۔ ان دنوں

ہندوستان کی حکومت نے

انگلستان سے مالیات کے ایک ماہر کو منگوایا تھا۔ تاکہ اہم باتوں میں اس کا مشورہ لے۔ چودھری صاحب نے اسے مجھ سے ملانے کے لئے دعوت دی۔

گلاب جامن یا رس گلے رکھے تھے۔ اس شخص کے لئے یہ ایک نئی چیز تھی۔ وہ انہیں دیکھ کر گھبرایا۔ چودھری صاحب نے اسے کہا۔ اسے کھا کر دیکھو چنانچہ اس نے ایک گلاب جامن یا رس گلہ اٹھا کر کھایا۔ چودھری صاحب نے پھر ایک گلاب جامن یا رس گلہ اسے دیا۔ تو اس نے پھر گریز کیا۔ تو چودھری صاحب نے اُسے کہا۔ تم نے پہلا

گلاب جامن یا رس گلہ تو تجربہ کے طور پر کھایا تھا۔ اب دوسرا گلاب جامن یا رس گلہ اس کے مزے کی وجہ سے کھاؤ۔ میں نے پوچھا۔ چودھری صاحب آپ نے یہ کیا کہا۔ تو انہوں نے بتایا۔ انگریزی میں یہ محاورہ ہے کہ پہلی چیز تو تجربہ کے لئے ہوتی ہے۔ اور دوسری چیز اس کے مزے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ یہ ایک ضرب المثل ہے۔ لیکن میں نے روحانیات میں بھی دیکھا ہے۔ کہ پہلے چسکا لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر خود بخود عادت پڑ جاتی ہے۔ دنیا میں بھی دیکھ لو۔ لوگ شراب پیتے ہیں۔ جینکچر میں کے استعمال سے تم گریز کرتے ہو۔ بچوں کو دیتے ہو۔ وہ ناک منہ چڑھاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ کڑوی چیز ہے۔ ہم نہیں لیتے۔ اس میں الکوحل یعنی شراب ہی کا جزو ہوتا ہے۔ جوان لوگ بھی اس سے نفرت کرتے ہیں۔ لیکن یورپ میں لوگ شراب مزے لے لے کر پیتے ہیں۔ اور روکنے کے بعد بھی اسے نہیں چھوڑتے

پس

ہر چیز کے دو مزے ہوتے ہیں

ایک تو اس کا ذاتی مزہ ہوتا ہے۔ اور دوسرا مزہ عادت کے نتیجہ میں ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں لوگ زردہ کا استعمال کرتے ہیں۔ لیکن جس نے پہلے زردہ استعمال نہ کیا ہو۔ وہ اگر زردہ کھائے۔ تو اس کے سر میں چکر آنے لگتے ہیں۔ ایک دفعہ مجھے نقرس کی تکلیف ہوئی۔ ایک دوست ہندوستان کے تھے۔ انہوں نے کہا۔ آپ پان میں زردہ ڈال کر کھائیں۔ درد ہٹ جائے گی۔ میں نے کہا۔ میں نے تو زردہ کبھی کھایا نہیں اس لئے اگر میں نے زردہ کھایا تو سر میں چکر آ جائیگا انہوں نے کہا۔ نہیں آپ استعمال تو کریں۔ اس پر انہوں نے پان میں زردہ ڈال کر مجھے دیا۔ میں نے کھایا اس سے درد میں کچھ کمی واقع ہو گئی۔ اس پر چند گھنٹوں کے بعد پان میں زردہ ڈال کر مجھے دینے لگے۔ دو دن ہم سفر میں رہے۔ اور اس سفر کے دوران میں وہ مجھے پان میں زردہ ڈال کر دیتے رہے۔ دو دن کے بعد میں نے دیکھا کہ زردہ کی تکلیف کم ہونے لگی۔ تب میں نے اُسے چھوڑ دیا کہ کہیں عادت ہی نہ پڑ جائے۔

غرض بڑی تکلیف دہ اور بدمزہ چیزیں بھی اگر علاج کے طور پر استعمال کی جائیں تو

ان کی عادت پڑ جاتی ہے

اور وہ اچھی معلوم ہونے لگتی ہیں۔ اور جب ادنیٰ چیزوں کی عادت پڑ جاتی ہے تو دین کی قربانی کی عادت کیوں نہیں پڑے گی۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ انسان کو ایک دفعہ قربانی کے لئے آگے لایا جائے اس کے بعد خود بخود اس کے اندر ذوق پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے اندر ایک قسم کی تسلی پیدا ہو جاتی ہے پہلے وہ اپنے آپ کو لاوارث سمجھتا ہے۔ لیکن جب وہ خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر قربانی کرتا ہے۔ تو وہ اپنے آپ کو لاوارث نہیں سمجھتا۔ وہ خدا تعالیٰ کو اپنا وارث سمجھنے لگ

جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ جب نظر آنے لگتا ہے۔ تو اس کا حوصلہ بڑھ جاتا ہے پہلے وہ معمولی معمولی تکلیف کی وجہ سے گھبرا جاتا تھا لیکن جب اسے تکلیف پہنچتی ہے۔ تو وہ خدا تعالیٰ کے آگے سجدہ میں گر جاتا ہے اور اس سے اُسے تسلی ہو جاتی ہے۔

پس جماعت کو چاہیئے

کہ وہ تمام افراد کو کھینچ کر تحریک جدید میں شامل کرے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ پہلے اس میں تھوڑا حصہ بھی لیں گے تو بعد میں وہ زیادہ حصہ لینے لگ جائیں گے۔ اس وقت جماعت کی آمد ۲۵ - ۲۶ لاکھ روپیہ ماہوار ہے۔ اور تحریک جدید کے چندے کو ملا کر جماعت کا سالانہ چندہ ۱۳ - ۱۴ لاکھ روپیہ بنتا ہے۔ گویا جماعت کی موجودہ آمد میں بھی موجودہ چندہ کا نصف اور بڑھ سکتا ہے پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت بڑھیگی۔ تو آمد بھی زیادہ ہو جائے گی۔ اور اس کے نتیجہ میں چندہ بھی بڑھ جائیگا۔ اس میں لوگوں کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ لوگوں کی مخالفت کوئی چیز نہیں جس سے ڈرا جائے۔ سینکڑوں لوگ بیعت کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اور وہ بتاتے ہیں کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے بیعت کے لئے کہا ہے۔ اور جس شخص کو خدا تعالیٰ بیعت کے لئے کہہ دے اس کو اگر کوئی روکے بھی تو وہ رک نہیں سکتا۔

گزشتہ جلسہ سالانہ پر ایک نوجوان نے بیعت کی۔ وہ ایک کٹر احراری خاندان میں سے تھا۔ پہلے تو میں نے خیال کیا۔ کہ وہ جلسہ پر آ گیا ہے۔ اور وقتی جوش کے نتیجہ میں بیعت کرنے لگا ہے۔ لیکن پھر اس نے تفصیل بتائی کہ بعض احمدیوں نے مجھے سلسلہ کی کتابیں پڑھنے کے لئے دیں۔ جس سے مجھے احمدیت کی طرف رغبت ہوئی۔ اور میں نے خیال کیا کہ احمدی اتنے گندے نہیں جتنا انہیں کہا جاتا ہے اس کے بعد جب فتنہ کھڑا ہوا۔ تو میری آنکھیں کھل گئیں۔ اور میں نے خیال کیا کہ یہ کوئی اسلام نہیں جس میں غیر احمدی مبتلا ہو رہے ہیں۔ اگر ان میں اسلام کی روح ہوتی۔ تو وہ اخلاق سے پیش آتے۔ اور اس قدر ظالمانہ فعل نہ کرتے۔ چنانچہ ان واقعات کا مجھ پر سخت اثر ہوا۔ اور میں اپنے باپ کے پاس گیا جو کٹر احراری تھے۔ میں نے ان سے کہا۔ عدل انصاف اور شریعت ان حرکات کی اجازت نہیں دیتی۔ جو آپ لوگ احمدیوں سے کر رہے ہیں۔ میری یہ بات سن کر انہوں نے کہا۔ نکل جا گھر سے تو بے دین ہو گیا ہے۔ اس سے مجھے یقین ہو گیا۔ کہ اسلام صرف احمدیت میں ہے۔ اس لئے میرا باپ سچی بات کو بُرا مناتا ہے۔ اس سے احمدیت کی صداقت مجھ پر کھل گئی اور میں نے بیعت کا پختہ ارادہ کر لیا۔

پس جب کوئی شخص خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کے نشانات دیکھ لے۔ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے ایک نور ملتا ہے جس سے اس کا دل منور ہو جاتا ہے بعض لوگوں کو یہ نور نشانات دیکھنے سے پہلے ہی مل جاتا ہے۔ اور جس شخص کو یہ نور مل جائے۔ وہ کسی سے گرا نہیں کرتے۔ ورغلانے اور دکھ دینے سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ پچھلی شورش میں بعض ایسے نوجوانوں نے بیعت کی جنہوں نے بتایا کہ ہم پہلے سے اس سلسلہ کو اچھا سمجھتے تھے مگر بیعت نہیں کی تھی۔ لیکن اب جب ایک

بڑا فتنہ احمدیت کے خلاف اٹھا۔ تو ہم نے خیال کیا کہ امن کے دنوں میں تو شہادت کا موقعہ نہیں مل سکتا۔ اب ہر طرف آگ لگی ہوئی ہے اگر ہم احمدیت میں داخل ہو جائیں۔ تو شہادت کا موقعہ مل جائے گا۔ ایک نوجوان نے مجھے لکھا۔ کہ میں دل سے دس سال سے احمدی ہوں۔ اس فتنہ کے ان دنوں میں نے خیال کیا کہ اب احمدیت کی خاطر جان دینے کا وقت آ گیا ہے اگر میں اب بیعت نہیں کروں گا تو کب کروں گا۔

پس اصل چیز ایمان کا پیدا ہو جانا ہے۔ جب کسی کے اندر ایمان پیدا ہو جائے۔ تو اسکو صداقت کی خاطر قربانی کرنے سے کوئی شخص روک نہیں سکتا۔ ایمان پیدا ہو جانے کے بعد سب گرد و غبار اُڑ جاتے ہیں اور جو بھی رستہ میں آتی ہیں وہ اوجھل ہو جاتی ہیں پس ایک دفعہ تمام افراد کے اندر قربانی کا ذوق پیدا کرو اور چھوٹے بڑوں کو تحریک جدید میں شامل کرو۔ چھوٹوں کے اندر اس کا احساس پیدا کرنا چاہئے تم ان کی طرف سے ایک ایک پیسہ ہی دو لیکن ان کو تحریک جدید میں شریک ضرور کرو۔ یہ درست ہے کہ اگر وہ الگ طور پر حصہ لیتے تو ہم ان سے کہتے۔ دو دو سروں سے مل کر پانچ روپیہ دیدو۔ اور تحریک جدید میں شامل ہو جاؤ۔ لیکن جب ان کا باپ یا ماں اس میں شریک ہیں۔ تو ان کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ باپ یا ماں ان کی طرف سے اپنے چندہ کے ساتھ چار یا آٹھ آنہ دے کر ان کو ساتھ ملا لیں۔ اور پھر ان کی طرف سے چندہ لکھانے کے ساتھ ساتھ انہیں بتائیں کہ ملک کے لئے تو اس قسم کے چندوں میں شامل ہونا ضروری ہے پھر آج چندہ رہ منہا اپنی روک بھی نہیں رہی۔ اگر کوئی شخص اپنی طالب علمی میں چندہ دیتا ہے تو وہ چندہ اب آئندہ تحریک جدید میں حصہ لینے میں روک بھی نہیں بنے گا۔ پہلے چھوٹے بچوں سے چندہ لینے سے دفتر والے گھبراتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اگر ہم نے ان سے چندہ لے لیا تو تحریک جدید کی مدت دس سال یا اتنی ان کی طالب علمی میں ہی گزر جائیگی۔ جب جوان ہوں گے اور کمانے لگیں گے تو ہم ان سے چندہ نہیں لے سکیں گے لیکن اب تو یہ روک بھی نہیں کیونکہ اب یہ چندہ ہمیشہ کے لئے ہے۔

دسویں سال کے بعد جب میں نے دوبارہ تحریک کی۔ تو مجھے خیال تھا کہ چندہ میں کمی آ جائیگی۔ اسی طرح دس سال کے ختم ہونے پر بھی میں سمجھتا ہوں۔ کہ کچھ کمزوری پیدا ہو گی۔ مگر جو لوگ اس دفعہ شامل ہو گئے۔ تو اس کے بعد کمزوری ایمان کی وجہ سے کوئی شخص پیچھے ہٹے تو ہٹے۔ ورنہ ہر احمدی آگے بڑھنے کی کوشش کریگا۔ کیونکہ جب وہ اپنی قربانی کے نتائج دیکھے گا۔ تو اسکی ہمت بڑھ جائیگی اور سمجھے گا کہ میرا روپیہ ضائع نہیں ہو رہا۔ پس سب سے اہم سوال یہ ہے۔ کہ ہر شخص کو کھینچ کر تحریک جدید میں شامل کر دیا جائے۔ ممکن ہے کہ اگر کوئی شخص رہ جائے وہ دوسرے سال شامل ہو جائے گا جب سب کو عادت پڑ جائے گی۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ ہمارا چندہ اس قدر بڑھ جائے گا۔ کہ جماعت کے لئے اسلامی ممالک کے لڑکوں کو تعلیم دلانا بھی آسان ہو جائے گا۔ اور غیر اسلامی ملکوں میں تبلیغ کا کام بھی وسیع ہو جائے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے غیر مسلموں کو گمراہی اور ضلالت سے بچانے کا سہرا صرف احمدیوں کے سر ہوگا۔

مختلف جماعتوں میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحتِ کاملہ و درازیٔ عمر کے لئے اجتماعی دعائیں و صدقات

اکناف عالم میں بسنے والے تمام احباب جماعت نے جب سے اپنے محبوب آقا پر اس بزدلانہ حملہ کی روح فرسا خبر سنی ہے اجتماعی اور انفرادی طور پر حضور کی صحت کاملہ و درازیٔ عمر کے لئے دعائیں کی جا رہی ہیں۔ اور صدقات دیئے جا رہے ہیں۔ چنانچہ قادیان کے علاوہ دیگر مقامات سے اس بارہ میں تفصیلی رپورٹیں موصول ہوئی ہیں مثلاً

۱۔ جماعت احمدیہ یادگیر۔ جماعت احمدیہ یادگیر نے آٹھ بکرے صدقۃً دیئے۔ ایک رات تمام جماعت مسجد احمدیہ میں جاگی۔ اور تہجد اجتماعی میں دعائیں کی گئیں۔ مرد و زن تیس افراد نے روزہ رکھا۔ روزانہ اجتماعی دعائیں جاری ہیں۔ تار دیں بھی سب طرف دیں۔ حیدر آباد سے ٹرنک کال کے ذریعہ فوری حضور کی خیریت دریافت کی گئی۔ قادیان بھی تار دی گئی۔ پیارے آقا کی صحت و سلامتی کے لئے دعائیں جاری ہیں۔

جماعت کنجھل نے ایک بکرا۔ جماعت تیماپور نے ۲ بکرے اور دوسری جماعتوں میں اپنی اپنی جگہ صدقات دیئے گئے۔

(محمد اسمٰعیل فاضل وکیل یادگیر)

۲۔ جماعت احمدیہ کلکتہ

بتاریخ ۱۱ مارچ ۱۹۵۴ء صبح عزیز محمد خفیق سہگل سلمہ اللہ تعالیٰ طالب علم تعلیم الاسلام کالج لاہور کا تار ملا۔ جسے پڑھ کر جماعت احمدیہ کلکتہ کے دل دہل گئے۔ ہر شخص دم بخود رہ گیا نہ اُڑنے کی طاقت تھی نہ ٹرنک کال پر تفصیلی گفتگو کی اُمید۔ بجز اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ و زاری کریں اور صدقہ دیں۔ سو اُسی وقت فوری طور پر مکرم میاں محمد عمر بشیر صاحبان نے ۹ عدد خصی احمدیہ دار التبلیغ میں قربانی کے لئے بھجوا دیئے۔ اور پھر تمام احباب جماعت نے اپنے اپنے اخلاص کے مطابق نقد روپیہ ادا کر دیا۔ تا ردِّ بلا کے لئے صدقہ جاری رکھا جائے۔ چنانچہ اب تک خدا تعالیٰ کے فضل سے پندرہ بکرے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت اور درازیٔ عمر کے لئے قربانی کئے جا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مزید توفیق بخشے۔ اُسی دن شام کو الحاج مولانا محمد سلیم صاحب فاضل کی اقتدار میں نہایت ہی گریہ و زاری اور آہ و بکا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور تمام جماعت کے افراد نے اجتماعی دعا کی اور اعلان کیا گیا ہے کہ جب تک حضور انور کی مکمل شفایابی کی اطلاع نہ آئے اس وقت تک روزانہ فجر اور مغرب کی نماز کے بعد اجتماعی دعا ہوا کرے گی۔ چنانچہ اس پر عمل ہو رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کرم خاص سے حضور پُر نور کو صحت کامل و عاجل عطا فرمائے اور ہر ایک شر سے محفوظ رکھے اور اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر لحظہ حافظ و ناصر ہو۔ آمین ثم آمین۔

خاکسار

سید بدر الدین احمد عفی عنہ

قائد مجلس خدام الاحمدیہ

کلکتہ

تعلیمی پروگرام

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کے سامنے نئے سال کے لئے جو پروگرام تجویز فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ

ہر تعلیم یافتہ مرد اور ہر تعلیم یافتہ عورت جماعت کے کسی ایک مرد یا عورت کو جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے معمولی لکھنا پڑھنا سکھا دے۔

کیا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان جو اپنے خلیفہ اوقت حضرت مصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تعمیل میں کوشاں ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرتے ہوئے جماعتی ترقی میں حصہ لیتا ہے۔ اور ایسے مبارک موقعہ کو کبھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔

لہٰذا احباب جماعت سے گذارش ہے کہ وہ اس پروگرام کے مطابق عمل پیرا ہوں اور اپنے زیر تعلیم افراد کے نام سے نظارت ہذا کو مطلع کریں تاکہ ان کے نام حضرت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت میں دعا کے لئے پیش کئے جائیں۔ جملہ سیکرٹریان تعلیم و تربیت اس طرف خاص طور پر توجہ فرماویں اور کوشش کریں کہ جماعت کا کوئی فرد بھی اس تحریک میں شامل ہونے سے رہ نہ جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا ساتھ ہو۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

افکار و آراء

احمدی جماعت کے پیشوا پر قاتلانہ حملہ

احمدی جماعت کے مسلمانوں کو عملی زندگی کے اعتبار سے صحیح معانی میں مسلمان کہنا چاہیئے۔ کیونکہ ان میں شاید ہی کوئی ایسا ہوگا۔ جو نماز اور روزہ کا پابند نہ ہو۔ اور جو خدا اور قرآن اور رسول پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ مگر غیر احمدی مسلمانوں کی پوزیشن بہت دلچسپ ہے۔ کہ یہ لوگ ایک چور۔ شرابی۔ زانی اور اسلامی شعار کی واضح طور پر بے حرمتی کرنے والے کو تو مسلمان سمجھتے ہیں۔ مگر اختلاف رائے کے باعث نہ صرف احمدیوں کو مسلمان نہیں سمجھا جاتا بلکہ پاکستان میں ان کو قتل کرنا بھی جائز قرار دے لیا گیا ہے۔ چنانچہ تازہ اطلاعات کے مطابق احمدیوں کے ہیڈ کوارٹر میں اس جماعت کے پیشوا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد پر ایک مسلمان نوجوان نے قاتلانہ حملہ کیا۔ اور نہ صرف مرزا صاحب زخمی ہوئے بلکہ حملہ آور کو روکنے والے دو احمدی بھی مجروح ہو گئے۔

جو لوگ احمدی ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں نظر بند تھے۔ ان کی رہائی کے بعد یہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ کہ شاید اینٹی احمدی ایجی ٹیشن کو پھر جاری کیا جائے۔ اور اس قسم کی اطلاعیں بھی آئی تھیں کہ اینٹی احمدی ایجی ٹیشن کے لیڈر پھر کوئی نیا قدم اُٹھانے والے ہیں۔ چنانچہ اگر پاکستان میں احمدی اصحاب بغیر خطرہ کے نہیں رہ سکتے تو پھر سوال یہ ہے۔ یہ لوگ جائیں تو کہاں۔ کیونکہ پاکستان کے احمدی پاکستان میں اس لئے رہے کہ وہ پاکستان کو اسلامی ملک سمجھتے تھے۔ اور اب پوزیشن یہ ہے کہ ہندوستان میں تو ہر احمدی محفوظ ہے۔ اس کی طرف کوئی آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔ مگر اسلامی ملک پاکستان میں چودھری سر ظفر اللہ خان وزیر خارجہ پاکستان سے لے کر ایک احمدی چپڑاسی تک محفوظ نہیں۔ اور نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کب ہلاک کر دیا جائے۔ احمدی حضرات اپنے مذہبی عقیدہ کے مطابق اپنی گورنمنٹ کے وفا شعار رہنے کے پابند ہیں۔ چنانچہ انگریزوں کے زمانہ میں یہ برطانیہ کے وفا شعار تھے۔ ہندوستان کے احمدی ہندوستان کے وفا شعار ہیں۔ اور پاکستان کے احمدی پاکستان کے۔ ان کی اس سیاسی پوزیشن میں پاکستان گورنمنٹ کی یہ ذمہ داری ہوگی اگر احمدی جماعت کے لوگوں کی پورے طور پر حفاظت نہ کی جائے۔ اور اس ایجی ٹیشن کی بنیادوں تک کو ختم نہ کیا جائے جس کو چلانے والے ان معصوم و بے گناہ احمدیوں کی جان لینا غلط طور پر اسلام کی خدمت سمجھتے ہیں۔

(ریاست دہلی ۱۵ مارچ ۱۹۵۴ء)

امام جماعت احمدیہ پر قاتلانہ حملہ

معلوم ہوا ہے کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ پر کسی بدمعاش نے قاتلانہ حملہ کر دیا۔ خبر ہے کہ ۱۰ مارچ کو لاہور سے کوئی سو میل کے فاصلہ پر مرکزی مقام جماعت احمدیہ ربوہ میں آپ نماز پڑھ کر مسجد سے نکلے ہی تھے کہ آپ کو چھرا گھونپ دینے کی ناپاک کوشش کی گئی۔ خبر ہے کہ آپ بال بال بچ گئے اور دشمن کی چھری کا وار آپ کی گردن پر لگا جس کی وجہ سے زخم کوئی ۲ انچ لمبا اور پونے انچ گہرا لگا اور قاتل کے ساتھ آپ کے دونوں نگرانوں کی مار پیٹ ہوئی اور قاتل کو زخمی گرفتار کر لیا گیا۔

تازہ ترین خبروں سے پتہ چلا ہے کہ امام جماعت احمدیہ بفضلِ خدا اچھے ہیں۔ لیکن آپ کو ہلکا سا بخار ہو گیا ہے۔ اس واقعہ کے بعد سارے پاکستانی پنجاب میں حکومت نے قانونی اقدام کیا ہے۔ مزید تفصیلات ابھی کچھ معلوم نہیں ہوئے۔ اور یہ بھی پتہ نہ چلا کہ قاتل کون ہے اور کس جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔

نوٹ:۔ یہ ایک اور ثبوت ہے قوم کی جہالت کا جب دلائل سے ہم اپنے فریق ثانی کو شکست نہیں دے سکتے۔ اور قوم کو بہکا کر ملک بھر میں ایک فتنہ و فساد کر کے بھی اگر جماعت احمدیہ کو نیچا نہیں دکھا سکتے تو چلو جماعت کے امام ہی کو ختم کر دیں۔ لیکن کیا قدرت کے کھیل ہیں:۔

جس کو خدا رکھے اُسے کون چکھے

(آزاد نوجوان مدراس ۱۲ مارچ ۵۴ء)

دعائے مغفرت

۹ مارچ کو صبح پانچ بجے مستری عبد الکریم صاحب احمدی کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ لکھنؤ کے خاص رہنے والے صرف ایک ہی احمدی تھے۔ مرحوم نے تین لڑکیاں اور دو لڑکے اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کا کفیل ہو۔ احباب جماعت سے ان کے لئے دعائے مغفرت اور نماز جنازہ غائب ادا کرنے کی درخواست ہے۔ مرحوم ایک مخلص احمدی تھے۔ خدا تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ آمین۔ (سید ارشد علی لکھنؤ)

ختم نبوت کی حقیقت
اور
قرآن کریم میں آئندہ نئے نبی کے آنے کی خبر

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل انچارج جامعۃ المبشرین قادیان

(۲)

پہلی قسط میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امکان و ثبوتِ نبوت کے دلائل بیان کئے جا چکے ہیں۔ اب اس قدر وضاحت کے بعد خاتم النبیین کے الفاظ پر غور کرو۔ لغت نے مہر کے معنوں سے انکار نہیں کیا۔ اور چنانچہ بعض قرآن کریم کے تراجم میں بھی لکھے ہوتے ہیں۔

مہر کی غرض

مہر یا تو زینت کے لئے یا تصدیق کے لئے ہوا ہے۔ یا اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ جس پر لگائی جائے وہ جاری ہو جائے چنانچہ یہ معنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہو سکتے ہیں۔ آپ سابقہ انبیاء کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ آپ ان کے لئے زینت بھی ہیں۔ آپ کی مہر سے نبوت جاری بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ڈاکخانہ کی مہر جس چیز پر لگتی ہے۔ وہ روکنے کی بجائے روانہ کی جاتی ہے۔ اگر مہر نہ لگے تو وہ آگے جا نہیں سکتی۔ خط پر مہر لگنے کے یہ معنی ہرگز نہیں ہوتے کہ مہر لگنے سے وہ بند ہو جاتا ہے۔ اور اس کا مالک آ کر اس پر کچھ لکھ نہیں سکتا۔ خط کو ... کھولنے کا سوال ہی نہیں ہوتا۔ لفافہ اور پارسل وغیرہ پہلے ہی بند ہوتے ہیں۔ ایک مہر ان پر پہلے سے لگی ہوتی ہے۔ دوسری ڈاکخانہ والے نئی لگا دیتے ہیں اور اسے آگے روانہ کر دیتے ہیں۔ کسی بند شدہ چیز کو بند کرنے کے لئے مہر لگانا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ نہ ڈاکخانہ والوں کو اسباب کا ڈر ہوتا ہے کہ اس کا مالک آ کر کہیں اس لفافہ کو کھول کر اس کے اندر کچھ لکھ نہ جائے۔ یا پارسل میں کچھ داخل نہ کر جائے۔

اسی طرح ٹیکسالی ہیں کاغذوں پر ڈیوں کی مہریں لگتی ہیں۔ تو وہ کاغذ بازار میں اپنی قیمت پانے اور چلنے لگ جاتے ہیں۔ اس کے بغیر وہ کبھی نہیں چل سکتے۔ جتنی قیمت کی اس پر مہر لگتی ہے اتنی قیمت اس کا ذریعہ ہو جاتی ہے۔

اسی طرح کسی کارخانے کی بنی ہوئی کوئی چیز دیتی ہے کارخانے والے اس پر اپنی مہر لگا دیتے ہیں جس سے تمام لوگ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ چیز اس کارخانہ کی تیار کردہ ہے۔ اگر اس پر اس کارخانہ کی مہر نہ ہو تو لوگ اسے تبدیل کرنے کے لئے نہ تو تیار ہوتے ہیں اور نہ وہ چیز بکتی ہے۔ وہ مہر اسے بند کرنے کے لئے نہیں لگائی جاتی۔ کیونکہ کئی چیزیں کارخانوں کی ایسی ہوتی ہیں جن کے بند کرنے کا سوال ہی نہیں ہوتا یا پھر پہلے سے کارک وغیرہ کے ذریعہ سے بند ہوتی ہیں۔ اس لئے مہر ایک زائد غرض کے لئے ہوتی ہے جو القوئی میں مسلوں کے اندر اور باہر اور شروع اور آخر میں مہریں لگائی جاتی ہیں۔ ان کے متعلق کوئی نہیں کہتا کہ وہ بند کرنے کے لئے لگائی جاتی ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ وہ تصدیق کے لئے ہوتی ہیں۔ ان مثالوں سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ کہ درحقیقت مہر زینت یا تصدیق وغیرہ کے لئے یا جاری کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ ہاں اس سے انکار نہیں کہ بعض جگہ اس کے ساتھ بند کرنے کا مفہوم بھی ضمناً پیدا ہو جاتا ہے۔ سو ہمیں اس سے انکار نہیں کہ آنحضرت صلعم کے ذریعہ جہاں ایک قسم کی نبوت کا اجراء ہوتا ہے وہاں اس کے ساتھ سابقہ نبوتوں کا خاتمہ بھی ہوتا ہے۔

خاتم بمعنی افضل

اسی طرح خاتم کا لفظ بطور محاورہ بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس وقت اس کے معنی افضل کے ہوتے ہیں۔ اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب یہ لفظ مضاف ہو اور اس کا مضاف الیہ ذوی العقول میں سے ہو۔ اور جمع ہو۔ اور یہ لفظ مقام مدح میں واقع ہو۔ چنانچہ مندرجہ ذیل شعر میں یہ لفظ افضل کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

فجع القریض بخاتم الشعراء
وغدیر روضتھا حبیب الطائی

اس میں خاتم الشعراء کا اپنی جملہ شرائط کے ساتھ ایک مرنے والے شاعر کے لئے ایک زندہ رہنے والے ایک مشہور شاعر کی طرف سے استعمال کیا گیا ہے۔ اگر اس کے معنی اس جگہ بند کرنے یا آخری کے ہوتے تو کہنے والا خود شاعر تھا وہ اسے اپنی موجودگی میں مرنے والے کے لئے استعمال نہ کرتا۔ کیونکہ نہ واقعہ کے لحاظ سے وہ آخری تھا۔ نہ اس کے خیال کے لحاظ سے وہ آخری تھا۔ اس لئے اس جگہ اس کا استعمال افضل کے معنوں میں ہی ہو سکتا ہے۔ اس کے سوا بند کرنے یا آخری کے معنی یہاں نہیں لگ سکتے۔ پس ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ اگر ان مذکورہ شرائط کے ساتھ کوئی اسے بند کرنے والے یا آخری کے معنوں میں سمجھتا ہے تو ہمیں کہیں سے اس کا استعمال ان معنوں میں دکھا دے۔

بعض لوگ اس جگہ لغت کے حوالہ سے خاتم القوم کے معنی آخر القوم دکھانے کی جرأت کرتے ہیں۔ ان سے بھی ہمارا یہی مطالبہ ہے کہ وہ لغت والوں سے پوچھ کر ہمیں اس کا استعمال ان معنوں میں دکھا دیں۔ جس سے پتہ لگے کہ لغت والوں نے اسے مدنظر رکھ کر یہ لکھا ہے۔ علاوہ ازیں علماء کرام خاتم المحدثین وغیرہ کے الفاظ جو اپنے بزرگوں کے حق میں استعمال کیا کرتے ہیں۔ کیا وہ آخر کے معنوں میں کیا کرتے ہیں یا لغت کے خلاف ان معنوں میں جو ہم درج کر آئے ہیں۔ اگر لغت والے معنی ان کے مدنظر نہیں ہوتے بلکہ محاورہ والے افضل کے معنے مدنظر ہوتے ہیں۔ تو سوال یہ ہے کہ یہ معنے انہوں نے کہاں سے حاصل کئے ہیں۔ اور خاتم النبیین کے یہ معنی کیوں نہیں ہو سکتے اسے مستثنیٰ کرنے کی کیا دلیل ہے۔ اگر وہ لغت کے خلاف کئے ہوئے اپنے معنوں کو صحیح قرار دیتے ہیں تو وہی معنی خاتم النبیین میں نہ لینے کی کیا وجہ ہے؟ بہرحال ان کا رویہ بتاتا ہے کہ ان کی پالیسی دورنگی ہے۔

آخر بمعنی عدیم المثال

بالفرض اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ خاتم کے معنی بند کرنے یا آخری کے ہیں۔ تو ہمارا جواب یہ ہے کہ آخر کا لفظ بھی ہمیشہ آخری یا بند کرنے کے معنی نہیں دیتا۔ بلکہ یہ بھی مقام مدح میں بطور محاورہ استعمال ہوتا اور افضل یا بے نظیر کے معنی دیتا ہے۔ اس کے لئے ہم حماسہ کا ایک شعر نقل کرتے ہیں۔ جو یہ ہے:-

شریٰ وُدّی وشکری من بعید
لآخر غالب ابداً ربیع

اسی شعر میں آخر کا لفظ ربیع کی تعریف میں استعمال کیا گیا ہے۔ جس کا مطلب افضل و بے نظیر ہے۔ چنانچہ مولوی امجد علی صاحب نے اس شعر کے ترجمہ میں اس کے یہی معنی کئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

"ربیع بن زیاد نے میری دوستی اور میرا شکر دور بیٹھے ایسے شخص کے لئے جو بنی غالب میں آخر شخص ہے یعنی ہمیشہ عدیم المثل خرید لیا اور مراد عدیم المثل سے بھی ربیع ہے۔" صلک

اب جو لوگ اسے محاورہ کے مطابق افضل و بے نظیر کے معنوں میں نہیں سمجھتے ان کا فرض ہے کہ وہ یہ ثابت کریں کہ شاعر کے نزدیک ربیع فی الواقعہ ان میں سے آخری تھا۔

بے نظیر کے معنوں کی تائید میں اقبال کا یہ شعر بھی پیش کیا جا سکتا ہے کہ جس میں انہوں نے آخر کا لفظ بے نظیر کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔

آخری شاعر جہاں آباد کا خاموش ہے

کیا ڈاکٹر اقبال ظاہری معنوں میں اس شعر کو دہلی کا آخری شاعر کہہ کر اور قرار دے کر اسے آخری کہتا ہے یا دہلی کے اس وقت کے شعراء میں سے اپنے نزدیک اسے بے نظیر قرار دیتا ہے۔ اس کا انصاف ناظرین پر ہے۔

خلاصہ کلام

بہرحال ان مذکورہ بالا تمام بیان سے ظاہر ہے کہ خاتم النبیین کے معنی نبیوں کی زینت یا ان میں سے افضل اور بے نظیر یا ان کی تصدیق کرنے والے یا ایسے نبی کے ہیں جن کی مہر سے آئندہ نبیوں کی نبوت چلے گی۔ آپ کے لئے یہ تمام معنے لئے جا سکتے ہیں۔ ورنہ یوں خالی آخری ہونا اپنے اندر کوئی کمال نہیں رکھتا بلکہ بعض اوقات نقص پر دلالت کرتا ہے۔ ہاں اگر درجے کے لحاظ دیکھا جاوے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجہ سب سے اوپر ہے۔ ان معنوں میں بے شک آپ آخری ہو سکتے ہیں۔ مگر اس صورت میں بھی اس کے معنی افضل ہی کے رہتے ہیں۔

اگر بالفرض اس کے معنی نبیوں کو بند کرنے والے یا آخری کے لئے جاویں تو پھر بند کرنے اور آخری کے معنی بھی وہی ہوں گے۔ جو قرآن و حدیث کے مخالف نہ ہوں۔ یعنی آپ نے تمام سابقہ انبیاء کی شریعتیں ان کے اوقات اور ان کے فیوض و برکات ختم کر دیئے۔ ان میں سے کسی نبی کی نہ تو شریعت باقی رہی ہے نہ زمانہ نہ فیوض۔ اب تا قیامت آنحضرت صلعم کا زمانہ ہے۔ آپ ہی کی شریعت چلتی جائے گی۔ کوئی صاحب شریعت نبی نہ آئے گا اور نہ ایسا نبی آئے گا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کر دے یا اس کے خلاف دعوت کرے اس طرح کسی پرانے نبی کے فیوض بھی اب باقی نہیں رہے صرف آپ کے فیوض و برکات تا قیامت جاری رہیں گے۔ اسی طرح اگر نیچے سے اوپر کوئی نبی و رسول

نہیں آپ کا درجہ سب سے افضل ہے۔ ؎

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

چونکہ تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہیں۔ اسلئے ان معنوں میں بھی تمام سابقہ انبیاء ختم ہوگئے گویا آپ انبیاء کے معیار کی چوٹی ہیں۔ پس آئندہ جو بھی نبی آئے گا۔ اس کا وجود آپ کے وجود میں شامل ہے۔ (۵) آپ کا کامل تابع ہونے کی وجہ سے آپ سے الگ نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا شمار آپ کے وجود میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالے نے آپ کے ذریعہ سے نبیوں کی عمارت میں جو اینٹ لگائی ہے۔ وہ اینٹ قیامت تک پھیلی ہوئی ہے اور آئندہ آنے والا نبی اس اینٹ کا حصہ ہے نہ کہ الگ اینٹ۔ جیسا کہ غیر احمدیوں کے نزدیک مسیح ناصری جب آئے گا تو وہ آپ کا حصہ ہی شمار ہوگا نہ کہ الگ وجود ؎

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

پس یہ معنی کہ آپ کے بعد کسی قسم کا بھی کوئی نبی خواہ وہ قرآن کریم کے مہجور اور چھوڑے جانے کے وقت آکر لوگوں کو اس پر چلانے والا ہی کیوں نہ ہو۔ اور آپ کا انتہائی طور پر تابع اور آپ کے دین کی اعلیٰ درجہ کی خدمت بجالانے والا ہی کیوں نہ ہو نہیں آسکتا یہ معنی جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے۔ خود ان کے اپنے مسلمات کی رو سے بھی باطل ہیں۔ وہ مانتے ہیں کہ آخری زمانہ میں مسیح ناصری اس کام کے لئے تشریف لائیں گے۔ ان کے اس عقیدہ نے لا نبی بعدی کے معنی بھی حل کر دیئے اور وہ یہ کہ آپ کے بعد مستقل اور صاحب شریعت نبی کوئی نہیں آسکتا۔ غیر مستقل غیر صاحب شریعت جس کے معنی تابع نبی کے ہیں۔ وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ سلف صالحین نے بھی اس کے یہی معنے کئے ہیں۔ یہ لوگ باوجود اس کے کہ ایک پرانے نبی کی آمد ثانی کو ضروری خیال کرتے ہیں۔ پھر لا کے متعلق کہدیا کرتے ہیں کہ یہ لا نفی جنس کا ہے۔ جس کا مطلب ان کے نزدیک یہ ہے کہ آپ کے بعد قطعاً کوئی نبی نہیں آسکتا حالانکہ اگر یہ لا نفی جنس کا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہر قسم کے نبی کی نفی کی گئی ہے۔ تو پھر پرانا بھی نہیں آسکتا لیکن اگر پرانا اس سے باہر رہ سکتا ہے۔ تو نیا کیوں نہیں رہ سکتا۔ ان کے عقیدہ نے واضح کر دیا کہ اسے لا نفی جنس کا مانتے ہوئے بھی استثناء ہو سکتا ہے۔ اگر مولویوں کو لا نفی جنس ہی کا شوق . . . .

. . . . . . تو انہیں چاہیئے کہ وہ مستقلہ نبی سے مراد صاحب شریعت سے ہیں اور اس پہ لا نفی کا داخل کر کے یہ معنی کرلیں۔ کہ اب کوئی صاحب شریعت نبی نہیں آسکتا اس طرح لا نفی جنس کا بھی قائم رہے گا۔ اور ان کا شوق بھی پورا ہو جائے گا۔ اور قرآن کریم پر بھی زد نہیں پڑے گی۔ اور ہمارا اور ان کا اختلاف بھی جاتا رہے گا۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

ہاں ایک اور بھی صورت ہو سکتی ہے۔ اور وہ یہ کہ وہ اسے لا نفی کمال کا مان لیں۔ اس سے بھی کوئی دقت باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ اس صورت میں اس کے معنی یہ ہوں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال کے برابر کمال رکھنے والا کوئی نبی نہ ہوگا قرآن کریم میں اس قسم کا لا لا طاقۃ لنا الیوم بجالوت وجنودہ میں استعمال ہوا ہے۔ کہ ہمیں جالوت اور اس کے لشکر کے مقابلہ کے لئے ان کے برابر طاقت حاصل نہیں۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ ہمیں قطعاً کوئی طاقت حاصل نہیں۔ کیونکہ آخر ان کی کچھ نہ کچھ طاقت تو ضرور تھی۔ اس لئے یہ کہنا کہ وہاں کے یہ معنی نہیں کہ ہمیں بالکل کوئی طاقت حاصل نہیں۔ واقعہ کے خلاف ہے۔

"بعد" کے معنے

اس کے ساتھ اس بات کا بیان کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بعد کے معنی ہمیشہ مرنے کے بعد ہی نہیں ہوا کرتے بلکہ بعدیت کئی قسم کی ہوتی ہے۔

(۱) ان میں سے ایک بعدیت وہ ہے جو زندگی ہی میں ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالے کی بعدیت کا ذکر آتا ہے۔ جیسے کہ فرمایا فبایّ حدیث بعد اللہ یومنون اس بعدیت کے معنی ہیں اللہ تعالے کو چھوڑ کر اللہ تعالے کے سوا۔ اس بعدیت کے لحاظ سے لا نبی بعدی کے معنی یہ ہوں گے کہ آپ کے سوا آپ کی زندگی میں اور کوئی نبی نہیں ہے۔

(۲) اسی طرح ایک قسم کی بعدیت وہ ہے جو کسی کے معاً بعد والی ہوتی ہے۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتے اس کے یہی معنے ہیں کہ اگر میرے معاً بعد کوئی نبی ہونا ہوتا تو حضرت عمرؓ ہوتے۔ یہ معنی ہرگز نہیں ہو سکتے۔ کہ اگر تیرہ سو سال بعد نبی ہونا ہوتا تو بھی حضرت عمرؓ ہوتے وہ تو اتنے عرصہ تک زندہ نہیں رہ سکتے تھے۔ اس حدیث میں پہلے معنی بھی لگ سکتے ہیں کہ اگر میں نہ آیا ہوتا تو حضرت عمرؓ نبی ہوتے یا میرے سوا میری زندگی میں کوئی اور نبی ہونا ہوتا تو وہ ہوتے۔ یہ بعدیت متصلہ کہلاتی ہے

(۳) ایک تیسری قسم کی بعدیت بھی ہوتی ہے جو دوری بعدیت ہے۔ اور وہ بعدیت منفصلہ اتی ہے۔ مثلاً آنحضرت صلعم کے بعد تیرھویں یا چودھویں صدی کا زمانہ ہے۔ جبکہ امت کے تمام علماء تک بھی گمراہ ہو چکے ہوں گے لیکن لا نبی بعدی میں یہ بعدیت ہرگز مراد نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اگر یہ معنی کئے جاویں کہ تیرہ سو سال بعد ایسے سخت خطرناک فتنوں کے زمانے میں بھی نبی نہ آئے گا۔ تو جس طرح یہ قرآن کریم اور دیگر احادیث کے صریح خلاف ہے۔ اسی طرح ان علماء کے اپنے عقیدہ کے بھی خلاف ہے کیونکہ وہ مانتے ہیں کہ انہی صدیوں میں مسیح ناصری دوبارہ تشریف لائینگے۔ الغرض جس طرح لئے وہ انہیں بلانا چاہتے ہیں۔ اور ان کے منتظر اور چشم براہ ہیں۔ اسی غرض و مدعا کے لئے ہم قرآن کریم اور احادیث کے ماتحت دروازہ نبوت آئندہ کے لئے کھلا مانتے ہیں۔ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے قرآن کریم کی منشاء کے مطابق نیا نبی آئے گا نہ کہ پرانا جو صدیوں پہلے فوت ہو چکا ہوا ہے۔ اور جس کی وفات پر قرآن کریم کی تیس آیات گواہ ہیں۔ اور احادیث نبویہ نے بتا دیا کہ انہوں نے آنحضرت صلعم کی عمر سے دوگنی عمر ۱۲۰ سال پائی تھی۔

امکانِ نبوت از روئے احادیث

اب ہم آخر میں ایک حدیث اور اس کا مفہوم بیان کر کے اس بحث کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور وہ حدیث یہ ہے کہ لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً یہ حدیث بتاتی ہے کہ اس امت میں امکان نبوت موجود ہے۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ نہ فرماتے۔ کہ اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو وہ صدیق نبی ہوتا۔ اگر دروازہ نبوت بند تھا تو آپ اس کی بجائے یہ فرماتے کہ چونکہ دروازہ نبوت مسدود ہو چکا ہے۔ اس لئے اگر ابراہیم زندہ بھی رہتا تو بھی ہرگز نبی نہ ہو سکتا۔ مگر آپ نے ایسا نہیں فرمایا۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ میرا بیٹا زندہ رہتا تو بی۔ اے بن جاتا۔ ظاہر ہے کہ وہ شخص یہ بات صرف اس صورت میں کہہ سکتا ہے جبکہ بی۔ اے بننے کا راستہ کھلا ہو۔ لیکن اگر اس کا امکان نہ ہو تو وہ اپنے بیٹے کے متعلق کبھی بھی ایسے نہیں کہہ سکتا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص جنگل میں ہو اور اس کا بیٹا اس سے جدا ہو جاوے اور وہ یہ کہے کہ اگر وہ مل جاتا تو میں اسے کھانا کھلاتا یہ بات وہ شخص کہہ سکتا ہے جبکہ کھانے کا امکان ہو لیکن اگر اسے کھانا نہ مل سکے تو وہ ایسا اظہار نہیں کر سکتا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اگر خدا تعالے کے سوا اور معبود ہوتے تو زمین و آسمان میں فساد پڑ جاتا۔ اور ان کا سارا انتظام درہم برہم ہو جاتا۔ لیکن چونکہ ایسا فساد نہیں ہوا۔ اس لئے توحید ثابت ہے۔ اور شرک باطل۔ اللہ تعالے نے یہ بات اس لئے فرمائی ہے کہ ایک سے زیادہ منتظمین کی صورت میں انتظام میں فساد اور گڑبڑ کا امکان ہوتا ہے۔ اگر ایک سے زیادہ معبودوں کی صورت میں گڑبڑ کا امکان نہ ہوتا۔ تو اللہ تعالے ایسا نہ فرماتا۔

اس موقع پر بعض لوگ مقدم و تالی اور ان کے استلزام وغیرہ کی بحث چھیڑ کر اپنی پردہ پوشی کرنے اور جاہلوں پر اصل حقیقت مخفی رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر انہیں یہ بات یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ تو صحیح ہے کہ کسی محال چیز کو فرض کر کے اس پر کسی اور محال امر کا حکم لگا دیا جاوے جیسے ان کان زید حماراً فھو ناھق زید اگر گدھا ہو تو وہ ہینگنے والا ضرور ہوگا۔ زید کا گدھا ہونا اور پھر ہینگنا دونوں محال امر ہیں۔ مگر ایک کو فرض کر کے دوسرے کا حکم اس پر لگا دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ایک ممکن چیز کو فرض کر کے اس پر محال کا حکم لگا دیا جاوے۔ مثلاً یہ کہنا کسی صورت میں بھی صحیح نہ ہوگا کہ اگر زید آجاتا تو اس کے دو سر یا چار ٹانگیں نکل آتیں۔ کیونکہ دو سر یا چار ٹانگیں ہونا محال امر ہے۔ جو زید کے آنے کے ساتھ مشروط کر دیا گیا۔ کسی کا آنا بے شک ممکن ہے۔ مگر اس کے دو سر یا چار ٹانگیں ہونا قطعاً ناممکن ہے۔ اسی طرح اگر یہ کہا جاوے کہ زید وقت پر مسجد میں جاتا تو باجماعت نماز میں شامل ہو جاتا۔ نماز باجماعت میں شامل ہونا ممکن امر ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ وقت پر نہ جانے کی وجہ سے اس میں شامل نہ ہوا۔ اسی طرح حضرت رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو وہ نبی ہوتا۔ لیکن یہ کہنا کسی طرح بھی درست نہیں کہ خدا نے اسے اس لئے وفات دیدی کہ وہ نبی نہ بن جاوے اس سے خدا تعالیٰ پر اعتراض لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ وہ اسباب سے ڈر گیا کہ کہیں ابراہیم زبردستی نبی نہ بن جاوے اسلئے اسے موت دیدی۔ اگر یہی بات تھی تو اسے پیدا ہی نہ کرتا۔ تاکہ آپ اسکے متعلق یہ ارشاد بھی نہ فرماتے۔

یہ بھی یاد رہے کہ آخری وہ ہوتا ہے جو آخر میں آئے۔ اگر آنحضرت صلعم سب سے آخری نبی ہیں تو ان کے بعد مسیح ناصری نہیں آسکتے۔ اور اگر وہ آنحضرت صلعم کے بعد آئینگے۔ تو جب کہ وہ آنحضرت سے پہلے ہیں ایسے ہی وہ آنحضرت کے پیچھے ہو جائینگے اور پیچھے آنیکی وجہ سے وہ آخری نبی بن جائینگے۔ اور اس طرح آنحضرت صلعم آخری نہیں رہینگے۔ اگر ان کے پیچھے آنیکے باوجود بھی آنحضرت صلعم آخری ہی رہ سکتے ہیں تو نئے نبی کے آنے کی صورت میں بھی آپ آخری رہ سکتے ہیں۔ فتفھم ولا تکن من الغافلین۔

جماعت احمدیہ

چوتھی قسط

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ انچارج سلسلہ عالیہ احمدیہ دہلی

جماعت احمدیہ کے ان حالات کو بیان کرنے کے بعد اب میں ان احسانات کا کچھ تذکرہ کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ جو اللہ تعالیٰ نے مختلف اقوام پر جماعت احمدیہ کے قیام کے ذریعہ کئے ہیں تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے۔ کہ اس جماعت کے قیام کے کیا فوائد ہیں۔ اور یہ جماعت دنیا میں کس رنگ میں امن اور شانتی کو قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

سابقہ پیشگوئیوں کا مصداق

سب سے پہلے تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان مختلف پیشگوئیوں کو پورا کرنا ہے جو کہ ہر مذہب کی مقدس کتاب میں اس زمانے میں آنے والے ایک مصلح کے لئے ملتی ہیں۔ اس جماعت میں شامل ہو کر وہ انتشار اور تردد دور ہو سکتا ہے جو مختلف مذاہب کے لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ آج ایک ہندو کہہ سکتا ہے کہ ہماری کتابوں میں لکھی ہوئی پیشگوئی کے مطابق ابھی بھگوان کرشن کا اوتار نہیں ہوا۔ گویا ہماری کتابوں کی پیشگوئی پوری نہیں۔

عیسائی کہہ سکتا ہے کہ ابھی مسیح نے آکر انجیل کی پیشگوئی کو سچا نہیں کیا۔ سکھ کہہ سکتے ہیں کہ ابھی ہمارا نہہ کلنک اوتار یا گورو ظاہر نہیں ہوا۔ لیکن جماعت احمدیہ کا ہر فرد اس یقین سے لبریز ہے کہ وہ تمام پیشگوئیاں جو مختلف کتابوں میں ملتی ہیں۔ وہ صادق خدا کی طرف سے ہیں۔ اور حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قائم کردہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ پوری ہو چکی ہیں۔

اس ایک احسان کے علاوہ جو کہ تمام قوموں سے تعلق رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے ذریعہ دنیا میں بسنے والی قوموں پر علیحدہ علیحدہ احسانات کئے ہیں۔

سب سے پہلے میں ہندوستان میں بسنے والی کثیر التعداد ہندو قوم کو لیتا ہوں۔ اس قوم پر اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے ذریعہ عظیم الشان احسانات کئے ہیں مثلاً جماعت احمدیہ کے ذریعہ یہ حقیقت پھیلائی گئی کہ دنیا کی ہر قوم میں اللہ تعالیٰ کے انبیاء، رشی اور منی اور اوتار آئے ہیں اس لئے شری کرشن جی مہاراج مہاتما بدھ۔ راجہ رام چندر وغیرہ جو ہندوستان میں گذرے ہیں یہ خدا کے اوتار اور اس کے برگزیدہ تھے۔

اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو کتنا قریب کر دیا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ کوئی ہندو شخص مسلمانوں سے یہ نہیں منوا سکتا تھا۔ نہ وید منوا سکتے تھے نہ ستیارتھ پرکاش منوا سکتی تھی نہ ہندو لیکچرار منوا سکتے تھے لیکن جماعت احمدیہ نے اپنے مقدس آقا حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کی تعلیم کی روشنی میں اس چیز کو اکثر لوگوں سے منوا لیا۔

ایک زرّین اصل

حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام صلح وامن کے قائم کرنے والے اس زرّین اصل کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ہم لوگ دوسری قوموں کے نبیوں کی نسبت ہرگز بدزبانی نہیں کرتے۔ بلکہ ہم یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ جس قدر دنیا میں مختلف قوموں کے لئے نبی آئے ہیں اور کروڑہا لوگوں نے ان کو مان لیا اور دنیا کے کسی حصہ میں ان کی محبت اور عظمت جاگزیں ہو گئی ہے اور ایک زمانہ دراز اس محبت واعتقاد پر گذر گیا تو بس یہی ایک دلیل ان کی سچائی کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ اگر وہ خدا کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ قبولیت کروڑہا لوگوں کے دلوں میں نہ پھیلتی خدا اپنے مقبول بندوں کی عزت دوسروں کو ہرگز نہیں دیتا اور اگر کوئی کاذب ان کی کرسی پر بیٹھنا چاہے تو جلد تباہ ہو جاتا ہے اور ہلاک کیا جاتا ہے۔ اسی بناء پر ہم وید کو بھی خدا کی طرف سے مانتے ہیں اور اس کے رشیوں کو بزرگ اور مقدس سمجھتے ہیں۔" (پیغام صلح)

ابتداء میں جب حضرت مرزا صاحب نے یہ اصل بیان فرمایا۔ تو مسلمان علماء نے آپ کے خلاف کفر کے فتوے لگائے۔ کہ یہ کافر لوگوں میں بھی نبی آنے کا اقراری ہے۔ لیکن جب آپ نے قرآن مجید سے دلائل دے کر سمجھایا اور بتایا کہ قرآن مجید خود اس اصل کو قائم کر چکا ہے۔ اس رنگ میں کہ قرآن مجید نے خدا کو رب العالمین کہا ہے یعنی سب کی پرورش کرنے والا۔ رب المسلمین یا رب الآریین نہیں فرمایا۔ پس رب العالمین کہہ کر صاف بتا دیا ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ ہر ملک کے باشندوں کے لئے ان کے مناسب حال ان کی جسمانی تربیت کرتا رہا ہے۔ ایسا ہی اس نے ہر ملک کے لئے روحانی تعلیم کا بھی انتظام کیا ہے۔ اس لئے ہر قوم نے روحانی تربیت سے بھی فیض پایا ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ

یعنی دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں گذری جس میں خدا نے اپنا نبی نہ بھیجا ہو۔ پس بلاشبہ خدا کی ربوبیت کسی خاص قوم تک محدود نہیں۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کی طرف سے ان حقائق کے پیش ہونے پر اب دوسرے مسلمان بھی یہ ماننے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ خدا کی روحانی تربیت صرف مسلمانوں تک محدود نہیں۔ بلکہ مختلف زمانوں میں دوسری قوموں کی بھی روحانی تربیت خدا نے کی ہے۔

جلسہ ہائے پیشوایانِ مذاہب

اس سنہری اصل کی روشنی میں جماعت احمدیہ کئی سالوں سے باقاعدہ ہر سال پیشوایان مذاہب کا جلسہ منعقد کرتی ہے۔ جس میں تمام پیشوایان مذاہب کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی ہے اور اس طرح ان کے احترام کو قائم کیا جاتا ہے۔

صلح کا بہترین ذریعہ

اس اصل کے ذریعہ نہ صرف اللہ تعالیٰ نے ہندو قوم پر یہ احسان کیا ہے کہ ان کے رشیوں اور منیوں کا تقدس قائم ہوا ہے۔ بلکہ یہ اصل ہندوستان کی دو بڑی قوموں ہندوؤں اور مسلمانوں میں صلح کرانے کا بھی موجب ہے۔ کیونکہ مذہبی طور پر جو دنگے اور فساد ہندوستان میں ہوتے ہیں ان کی ایک وجہ ایک دوسرے کے بزرگوں کے خلاف دشنام طرازی ہے۔ اس سنہری اصل کو پیش نظر رکھتے ہوئے کوئی شخص بھی خواہ وہ کسی عقیدہ اور مذہب کا ماننے والا ہو کسی دوسرے بزرگ کی ہتک نہیں کر سکتا۔ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو یا تو وہ نادان ہے۔ اور یا عمداً دنیا میں فساد پھیلانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

یہ وہ زرین اصل ہے کہ اگر آج بھی دنیا کے تمام مذاہب کے پیرو اس پر اتفاق کر لیں تو تمام مذہبی جھگڑے ختم ہو کر ملک میں ہمیشہ کے لئے امن صلح۔ آشتی کی بنیاد پڑ سکتی ہے۔

جماعت احمدیہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہندوؤں کے بعد سکھ قوم پر بھی احسان کیا ہے کیونکہ سکھوں کے بانی حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بانی سلسلہ احمدیہ کو یہ انکشاف الٰہی ہوا۔ کہ نانک خدا کا سچا ولی اور بزرگ تھا۔ جس نے اپنی زندگی خدا کی تلاش اور خدا کی محبت میں صرف کر دی۔ اور اسی محبت میں اس نے مکہ کا سفر کیا۔ چنانچہ بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"ایسا ہی اس آخری زمانہ میں ہندو صاحبوں کی قوم میں سے بابا نانک صاحب بھی ہیں۔ جن کی بزرگی کی شہرت اس تمام ملک میں زبان زد عام ہے...... اس بات میں کچھ شک نہیں کہ بابا نانک ایک نیک اور برگزیدہ انسان تھا۔ اور ان لوگوں میں سے تھا جن کو خدائے عزّ وجل اپنی محبت کا شربت پلاتا ہے۔ بلاشبہ بابا نانک کا وجود ہندوؤں کے لئے خدا کی طرف سے ایک رحمت تھا۔ اور یوں سمجھو کہ وہ ہندو مذہب کا آخری اوتار تھا۔۔۔ ۔۔۔ وہ ہندو مذہب اور اسلام میں صلح کرانے کے لئے آیا تھا۔ مگر افسوس کہ اس کی تعلیم پر کسی نے توجہ نہ کی۔ اگر اس کے وجود اور اس کی پاک تعلیموں سے کچھ فائدہ اٹھایا جاتا۔ تو آج ہندو اور مسلمان سب ایک ہوتے۔ ہائے افسوس ہمیں اس تصور سے رونا آتا ہے۔ کہ ایسا نیک آدمی دنیا میں آیا اور گذر بھی گیا مگر ان نادان لوگوں نے اس کے نور سے کچھ روشنی حاصل نہ کی۔" (پیغام صلح)

ایک سکھ بزرگ سے ملاقات

مجھے یاد ہے کہ جب ہم ۱۹۴۹ء میں تقسیم ملک کے بعد دوسری مرتبہ جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کے بعد واپس جا رہے تھے۔ تو انبالہ سٹیشن پر مجھے سفید ریش ایک سکھ بزرگ ملے۔ اور انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ لوگ کہاں سے آ رہے ہیں۔ میں نے ان کو بتایا کہ قادیان کے سالانہ جلسہ میں شرکت کر کے اب واپس آ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ابھی قادیان میں مسلمان موجود ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ الحمدللہ کہ اس مقدس بستی میں اب بھی مسلمان موجود ہیں۔

وہ مجھے فرمانے لگے۔ اب تو آپ لوگوں کا یہاں رہنا بے کار ہے۔ اب تو آپ لوگوں کو قادیان کا تبادلہ ننکانہ صاحب کے ساتھ کر لینا چاہیئے میں نے انہیں جواب دیا کہ یہ کام تو حکومت کا ہے جس شہر کا چاہے تبادلہ کرے اور جس جگہ کا چاہے تبادلہ نہ کرے۔ جہاں تک میری اپنی رائے ہے میں ان تبادلوں کے بالکل خلاف ہوں۔ کیونکہ ۱۹۴۷ء میں جو تبادلے مجبوری یا غیر مجبوری سے ہو گئے وہ ہمارے سامنے ہیں۔ ان تبادلوں سے پبلک کو کوئی فائدہ نہیں ہوا بلکہ اُلٹا نقصان ہوا ہے۔ اس لئے قادیان اور ننکانہ صاحب کے تبادلہ سے ہمیں کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ البتہ ایک تبادلہ سے ہمیں ضرور فائدہ ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم جگہوں اور بستیوں کے تبادلہ کی بجائے اپنے دلوں کو بدلنے کی کوشش کریں اور وہ اس رنگ میں کہ خدا کی طرف سے آنے والے ہر بزرگ کی عزت کو دنیا میں قائم کریں۔ جب ہمارے دل اپنے بزرگوں کی محبت سے لبریز ہوں گے اس وقت ان تمام جگہوں کی عزت بھی ہمارے دل میں ہوگی۔ جس جس جگہ یہ بزرگ ہوئے ہیں۔ تب ہم قادیان میں بیٹھ کر ننکانہ صاحب کی عزت کو قائم کر سکیں گے اور ننکانہ صاحب میں بیٹھ کر قادیان کی عزت کو قائم کر سکیں گے۔ گویا دوسرے لفظوں میں ہماری اس بولی بولی دنیا میں ننکانہ صاحب میں قادیان موجود ہوگا اور قادیان میں ننکانہ صاحب موجود ہوگا۔ کیونکہ ننکانہ صاحب میں بھی آج سے چار سو سال قبل پیارے نانک کے ذریعہ خدا کا نور ظاہر ہوا اور قادیان میں بھی موجودہ تاریکی کے زمانہ میں خدا کے پیارے مسیح حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے ذریعہ خدا کا نور ظاہر ہوا۔ پس ننکانہ صاحب اور قادیان دو سگے بھائیوں کی طرح ہیں۔ کیونکہ دونوں پر ایک ہی خدا کے نور کا ظہور ہوا۔ پس آیئے ہم جگہوں کے تبادلوں کی بجائے دلوں کو بدلیں اور اپنے دلوں میں جہاں قادیان کی عزت پیدا کریں وہاں ننکانہ صاحب کی بھی عزت کریں۔ اور جہاں خدا کے پیارے گورو نانک کی عزت کو قائم کریں وہاں خدا کے پیارے غلام احمد کی بھی عزت کو قائم کریں۔

یہ وہ عظیم الشان احسان ہے جو اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے ذریعہ سکھ قوم پر کیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے ہم کو موقع دیا ہے کہ ہم مذہبی طور پر ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن کر آرام اور سکھ کی زندگی بسر کریں جس طرح کہ حضرت بابا فرید اور حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہما نے بھائی بھائی بن کر آرام کی زندگی بسر کی تھی۔

مسیحی قوم پر احسان

جماعت احمدیہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان قوم پر بھی احسان کیا ہے۔ جو اس وقت کروڑوں کی تعداد میں دنیا میں موجود ہے اور یہ قوم مسیحی قوم ہے۔ مسیحی قوم پر جماعت احمدیہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے جو احسان کیا ہے۔ وہ ایشیا، یورپ، امریکہ، افریقہ غرضیکہ دنیا میں ہر مقام پر بسنے والی مسیحی قوم پر ہے۔ اور یہ احسان صرف مسیحی قوم ہی نہیں مسیحی بادشاہوں اور کلیساؤں پر بھی نہیں بلکہ اس وجود پر بھی ہے جو آج سے دو ہزار سال پہلے بحیثیت دنیا میں وہ احسان کیا ہے وہ یہ ہے کہ آج مسیح علیہ السلام کو اس کی قوم نے خدا کا درجہ دے رکھا ہے۔ اور ایک انسان جو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اس کو خدا کے بیٹے کا درجہ دیا قرآن مجید فرماتا ہے۔

تکاد السموٰت یتفطرن منه و تنشق الارض وتخر الجبال هدًّا ان دعوا للرحمان ولدا۔ قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائے اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر پڑیں کہ انہوں نے یہ تجویز کیا کہ خدا کا بھی بیٹا ہے۔ پھر اس کے ساتھ کفارہ جیسے مسئلہ وضع کر کے مسیح علیہ السلام جیسے پاک نبی کو لعنتی بنایا۔ اور تمام یورپ نے اس پر اتفاق کیا کہ نعوذ باللہ مسیح لعنتی تھا لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے مسیح ثانی نے بدلائل یہ ثابت کیا کہ مسیح لعنتی نہ تھا۔ اور وہ خدا یا خدا کا بیٹا بھی نہ تھا۔ بلکہ خدا کا ایک برگزیدہ انسان تھا مسیح علیہ السلام کی نبوت اور بزرگی کو قائم کر کے جماعت احمدیہ ۔ ۔ ۔ کے ذریعہ مسیحی اقوام پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہے۔ اس وقت دنیا مانے یا نہ مانے وہ وقت آنے والا ہے جبکہ دنیا اس حقیقت کی طرف آئے گی کہ مسیح واقع میں خدا یا اس کا بیٹا نہ تھا۔ بلکہ ایک مقدس انسان تھا۔ جو یہود کی بگڑتی ہوئی حالت کو سنبھالنے کے لئے خدا کی طرف سے برگزیدہ ہو کر آیا تھا۔

جماعت احمدیہ کا مستقبل

جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ اور اس کے فوائد اور وہ احسانات جو اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ مختلف اقوام پر کئے ہیں ان کو بیان کرنے کے بعد آخر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج بے شک یہ جماعت کمزور نظر آتی ہے۔ لیکن جیسا کہ الٰہی سلسلوں کے ساتھ ہمیشہ ہوتا چلا آیا ہے۔ کہ تند اور تیز ہواؤں اور طوفانوں کا مقابلہ کرتے ہوئے آخر وہ اپنے مقصود تک پہنچ جاتے ہیں۔ اسی طرح جماعت احمدیہ پر بھی وہ وقت آنے والا ہے جبکہ یہ اپنے مقاصد میں کامیاب و کامران ہوگی۔ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں :-

”خدا تعالیٰ نے چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے“

پھر جماعت احمدیہ کی ترقی اور عظمت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

”خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا۔ اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے فرقے کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقے کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گا اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ سو اے سننے والو ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔“ (تجلیات الٰہیہ)

اے میرے بزرگو چاہے تم مسلمان ہو۔ ہندو ہو یا سکھ ہو جماعت احمدیہ کی تاریخ پر غور کرو اور سمجھو کہ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے۔ آؤ اگر تم آسمانی علوم و انوار کے وارث بننا چاہتے ہو۔ تو اس جماعت میں داخل ہو کر اس مرد خدا کا دامن پکڑ لو۔ جس نے خدا کا دامن پکڑ کر اپنے دل کو ایمان اور یقین سے بھر لیا۔ آج اسی جماعت میں داخل ہو کر تمہیں صحیح یقین اور حقیقی ایمان مل سکتا ہے۔

مبارک ہیں وہ لوگ جو ایمان اور یقین کے حصول کے لئے الٰہی سلسلہ میں شامل ہو کر روحانیت اور روحانی ترقی کو حاصل کر کے اپنی دنیا اور عاقبت دونوں کو روشن کرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کا مقدس امام اب بھی یہ صدا بلند کر رہا ہے کہ

میری طرف چلے آئیں مریض روحانی
کہ ان کے دردوں دکھوں کیلئے طبیب ہوں میں

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

حضرت مصلح الموعود کا ارشاد

اس وقت تلوار کے جہاد کے بجائے تبلیغ اسلام کا جہاد ہر مومن پر فرض ہے اسلئے آپ اپنے علاقہ کے جن مسلمان اور غیر مسلموں کو تبلیغ کرنا چاہتے ہیں ان کے پتے روانہ فرمائیے۔ پتے خوشخط ہوں ہم ان کو مذہبی لٹریچر روانہ کریں گے۔

عبداللہ الہ دین سکندرآباد دکن

تحریک درویش فنڈ میں وصولی ماہ فروری ۱۹۵۴ء کی فہرست اور اعلان دعا

جن احباب کی طرف ماہ فروری میں درویش فنڈ کی رقوم فر از صدر انجمن احمدیہ میں وصول ہوئی ہیں ان کی اسم وار فہرست ذیل میں شائع کی جا رہی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان مخلصین کے کاروبار اور خاندانوں میں برکت ڈالے۔ اور مزید خدمات کے مواقع عطا فرماتے۔

اس فنڈ کی ضرورت اور اہمیت کے متعلق پیشتر ازیں مختلف اوقات بذریعہ اخبار بدر اور جماعتی و انفرادی رنگ میں تحریکات کرتے ہوئے توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔ اور اس فنڈ کو بڑھانے اور مضبوط بنانے کے متعلق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی احباب تک پہنچایا جا چکا ہے۔

مستقل ماہوار مقرر دی اخراجات کے مقابل پر موجودہ آمد درویش فنڈ بہت کم ہے اور اس میں ابھی بہت اضافہ کی ضرورت ہے۔ بہت سے احباب ایسے ہیں۔ جنہوں نے اخلاص کا اظہار کرتے ہوئے ماہوار ادائیگی کے لئے وعدہ مرکز میں بھجوائے تھے۔ مگر اُن کی طرف سے ادائیگی میں باقاعدگی نہیں ہوتی۔ ایسے احباب باقاعدگی سے ادائیگی کی طرف توجہ فرمائیں۔ اور اپنے بقایاجات ادا کرکے عنداللہ ماجور ہوں۔

جو احباب کسی مجبوری کی وجہ سے قبل ازیں وعدے نہ کر سکے ہوں وہ اس تحریک میں شرکت فرمائیں اور جو احباب ہر ماہ درویش فنڈ میں شمولیت کی استطاعت نہ رکھتے ہوں ان کو چاہیئے۔ کہ وقتاً فوقتاً اس تحریک میں حسب توفیق شریک ہونے کی سعادت حاصل کریں۔ (ناظر بیت المال قادیان)

نام	رقم	نام	رقم
مکرم سید یعقوب الرحمان صاحب سونگھڑہ	۱-/-/-	مکرم حاجی محمد ابراہیم صاحب کانپور	۲-/-/-
,, برہان الدین احمد صاحب ,,	-/۱۲/-	,, محمد حمید صاحب ,,	۲/-/-
مکرمہ منتظرہ صاحبہ معہ بعمر النسار صاحبہ	-/۸/-	,, محمد شفیع صاحب ,,	۶/-/-
,, والدہ تسنیم احمد صاحب آگرہ	۸/-/-	,, محمد اسمٰعیل صاحب اکبر پوری	۱/-/-
مکرم تسنیم احمد صاحب ,,	۷/-/-	,, حبیب اللہ خان صاحب ,,	۲/-/-
,, سیٹھ محمد اعظم صاحب مع اہل و عیال حیدر آباد دکن	۱۵/۷/-	,, محمد احمد صاحب ,,	۲/-/-
,, محمد عابد صاحب قریشی لکھنؤ	۶۷/۹/۶	,, بابو تاج الدین صاحب سرینگر کشمیر	۲/-/-
,, محمد نور الحق صاحب سنبل پور اڑیسہ	۱/-/-	,, سید محمد شاہ صاحب سلیقی بیج بہاڑہ کشمیر	-/۸/-
,, حاجی بشیر احمد صاحب بجوپورہ سہارنپور	۴/-/-	,, اے محمود صاحب باتھین ہاؤس کمبلہ بسالہ کتارہ	۱/-/-
ایک غیر احمدی دوست معرفت ایم۔ کے یوسف حسن صاحب بنگلور	۲/۴/-	,, سید اختر احمد صاحب پروفیسر پٹنہ کالج پٹنہ	۱۰/-/-
مکرمہ فاطمہ بی بی صاحبہ کیرنگ اڑیسہ	۲/-/-	,, عبدالحمید صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائینز	۵/-/-
مکرم ڈاکٹر محمد لطیف صاحب جے پور	۲۰/-/-	,, سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ	۲۵/-/-
,, ڈاکٹر محمد سعید صاحب ,,	۲۰/-/-	,, صادق علی صاحب موسیٰ بنی مائینز	۲/-/-

اظہار ہمدردی

از مقترہ ٹاؤن کانگرس کمیٹی قادیان — محترم امیر صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ٹاؤن کانگرس کمیٹی قادیان کے اجلاس میں ذیل کا ریزولیوشن اتفاق رائے سے پاس کیا گیا حسب فیصلہ اس ریزولیوشن کی نقل آپ کو بھیجی جا رہی ہے۔

نقل ریزولیوشن

"ٹاؤن کانگرس کمیٹی کا یہ اجلاس حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد پر قاتلانہ حملہ کی مذمت کرتا ہے اور جماعت احمدیہ سے اظہار ہمدردی کرتا ہوا پر امید کرتا ہے کہ مرزا صاحب موصوف جلد سے جلد صحت یاب ہوں گے"

آپ کا ساتھی ملک راج جنرل سکریٹری ٹاؤن کانگرس کمیٹی قادیان

بجٹ کو پورا کرنا ہر احمدی کا فرض ہے!

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"یاد رکھو۔ میں تم سے اپنے لئے روپیہ نہیں مانگ رہا۔ اور نہ ہی مجھے تمہارے روپیہ کی ضرورت ہے۔ میں تم سے خدا کے لئے اور اس کے دین کی اشاعت اور ترقی کے لئے مانگتا ہوں اگر تم چندہ میں حصہ نہ لوگے۔ تو خدا تعالیٰ خود اس کی ترقی کے سامان پیدا کرے گا لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم چندہ میں حصہ نہ لے کر گنہگار نہ ہو۔"

"یہ درست ہے۔ کہ قحط اور مہنگائی کے دن ہیں اور اخراجات بڑھ گئے ہیں۔ لیکن یہ بھی تو دیا ہی درست ہے کہ ایسے ایام میں مرکز کے اخراجات بھی بجٹ سے بڑھ جانے ضروری ہیں لیکن اگر بجٹ سے بھی آمد کم ہو جائے تو آپ سمجھ لیں کہ کام کرنے والوں کی تکلیف کس قدر بڑھ جائے گی۔ مخلص اور غیر مخلص میں یہی فرق ہوتا ہے۔ غیر مخلص قحط اور تنگی کے وقت گھبرا جاتا ہے اور نہیں جانتا کہ اسے کیا کرنا چاہیئے۔ اور مخلص یہ کہتا ہے کہ کچھ تنگی خدا نے بھیجی ہے۔ کچھ میں اپنے اوپر اپنی مرضی سے وارد کر لیتا ہوں۔ تاکہ خدا کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔ اور میری تنگیوں کو دور کر دے۔ پس مخلص بنیں اور قربانیوں میں اور بھی زیادہ بڑھیں اور مرکزی چندوں کو بجائے کم کرنے کے زیادہ کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کی برکتیں نازل ہوں اور سلسلہ کے کام نہ رکیں۔"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات سے احباب اور جماعتوں کو آگاہ کرتے ہوئے انہیں اس امر کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ بجٹ ۵۴-۱۹۵۳ء کے دس ماہ ختم ہو چکے ہیں۔ لیکن بہت سی جماعتوں اور افراد نے موجودہ بجٹ کے مطابق اپنے چندہ جات کی ادائیگی نہیں کی۔ اور ان کے ذمہ سال رواں کے علاوہ سابقہ بقایاجات بھی واجب الادا ہیں۔ پس حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کے بعد کسی مخلص احمدی کو چندوں کی ادائیگی میں سستی سے کام نہ لینا چاہیئے۔ اور جلد از جلد اپنے بقایوں کی ادائیگی کریں اور باقاعدگی سے چندے ادا کریں۔ اب جبکہ بجٹ کے ختم ہونے میں صرف ایک ماہ باقی رہ گیا ہے وہ اپنے چندوں کی سو فی صدی ادائیگی کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کریں اور اُس کے فضلوں کے وارث ہوں۔

(ناظر بیت المال قادیان)

نجات کی طرف دوڑو!

(از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ)

۱۔ خدا تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال اس شرط پر مانگ لئے ہیں کہ وہ ان کو جنت دیگا (قرآن کریم) اے مومنو! کیا تم نے اپنے مالوں کا حصہ بھی تحریک جدید میں دیا ہے کہ تم خدا سے جنت مانگ سکو؟

۲۔ دنیا میں آج خدا تعالیٰ کو قریباً ہر گھر اور ملک سے نکال دیا گیا ہے۔ اے احمدی مخلصو! خدا تعالیٰ نے تم کو مقرر کیا ہے کہ خدا کو اس کے گھر میں داخل کرو۔ کیا تحریک جدید کے جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے کر تم خدا کو اس کے گھر میں داخل نہ کرو گے۔

۳۔ سب سے زیادہ مظلوم انسان آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہر سال لاکھوں کتب آپ کے چاند سے زیادہ روشن چہرہ پر گرد ڈالنے کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے دعویدارو! کیا تم اس کے جواب میں اپنی جیبوں میں ہاتھ نہ ڈالو گے۔ اور تحریک جدید میں حصہ لے کر اپنی محبت کا ثبوت نہ دو گے؟

مرزا محمود احمد

مختصر اور ضروری خبریں!

واشنگٹن۔ ۱۶ مارچ کل رات امریکی فوجی افسروں کی پارٹی بعزم پاکستان روانہ ہو گئی۔ پاکستان پہنچکر اس امر کا جائزہ لے گی کہ پاکستان کو کس قسم کی امداد درکار ہے۔ برگیڈیر جنرل ہنڈی الیف میرس اس پارٹی کے لیڈر ہیں۔

نئی دہلی۔ ۱۶ مارچ ٹرامبے میں یورینیم اور تھیوریم بنانے کے کارخانے ہیں۔ اس سال کے آخر سے یورینیم اور تھیوریم تیار ہونے لگے گی کارخانے کی عمارت تیزی سے تعمیر ہو رہی ہے۔ اور جلدی مکمل ہو جائے گی۔ الوا ئے کے کارخانے میں صاف شدہ مونازائٹ مٹی کو اس کارخانے میں مزید صاف کیا جائے گا۔ اور تھیوریم اور یورینیم نکالی جائے گی۔

صاف شدہ تھیوریم کی کچھ مقدار مقامی صنعتوں کے لئے مخصوص کی جائے گی۔ تھیوریم۔ یورینیم اور تھیوریم کی باقی مقدار ایٹمی توانائی کمیشن کے حوالہ کر دی جائے گی۔ تھیوریم سے بریڈر ری ایکٹر میں ۲۳۳ نمبر کی یورینیم تیار کی جاتی ہے جو ایٹم بم وغیرہ بنانے میں کام آتی ہے۔ اس کارخانے میں جو یورینیم تیار کی جائے گی اسے "ری ایکٹر" میں استعمال کیا جائے گا۔

ہندوستان کو امید ہے کہ دو سال میں وہ ایک ری ایکٹر کا مالک بن جائے گا۔ ایٹمی توانائی کمیشن ایک اور کارخانہ قائم کر رہا ہے جس میں ایٹمی کاموں میں استعمال کرنیکے قابل بنایا جائے گا

دہلی۔ ۱۶ مارچ۔ کل دہلی اسمبلی میں پروفیسر رام سنگھ نے تجویز پیش کی کہ کاک ٹیل پارٹیوں اور شادی کی پر تکلف دعوتوں اور ضیافتوں پر بھی تفریحی ٹیکس لگایا جائے۔ انہوں نے کہا ان پر تفریحی ٹیکس لگانا فلموں پر ٹیکس لگانے سے زیادہ بہتر ہوگا

ناگپور۔ ۱۶ مارچ وزیر داخلہ ڈاکٹر کے این کاٹجو نے بیان پر کہا کہ مسیحی مشنریوں کو لالچ دے کر دوسرے لوگوں کو عیسائی نہ بنانا چاہیئے۔ مشنریوں کے متعلق گاندھی جی کے نظریات پر حکومت ہند کی پالیسی مبنی ہے۔ وہ پالیسی یہ ہے کہ مشنریاں حضرت مسیح کی تعلیمات بیان کریں۔ اور نوع انسانی کی بھلائی کا کام جاری رکھیں۔ لیکن عوام کو عیسائی نہ بنائیں۔ ہندوستان میں جو مشنری متوطن ہیں انہیں مذہبی پروپیگنڈہ کا حق ہے کیونکہ دستور میں انہیں ایسا حق دیا گیا ہے۔ لیکن باہر سے آنے والے مذہبی مبلغوں کو اب یہ دستوری اجازت حاصل نہ ہوگی۔

نئی دہلی۔ ۱۶ مارچ وزیر اعظم ہندوستان ۱۱ اپریل کو تین نئی ریسرچ لیبوریٹریوں کا افتتاح کریں گے۔ دو ریسرچ لیبوریٹریاں احمد آباد میں اور ایک بھاؤ نگر میں قائم ہوئی ہے۔

ڈھاکہ۔ ۱۷ مارچ۔ مشرقی پاکستان میں آج مزید نشستوں کے نتائج نکلے۔ آج شام تک کل ۱۷ حلقوں کا اعلان ہوا تھا۔ جن میں مسلم لیگ کو صرف تین نشستیں مل سکیں۔ اور ۵۹ نشستیں متحدہ محاذ لے گیا۔ دو نشستیں آزاد امیدوار کے حصہ میں آئیں۔ ایک نشست کے متعلق آزاد اور گن تنتر دل دعوے کر رہے ہیں۔ آج کی اہم ترین شکست صوبائی وزیر اعظم مسٹر نور الامین کی شکست ہے انہیں ۱۸ سالہ طالب علم خلیق نواز نے سات ہزار ووٹوں کی اکثریت سے شکست دی مسٹر نور الامین صوبائی مسلم لیگ کے صدر بھی ہیں۔ انہیں کل ۱۱۰۷۹ ووٹ اور مسٹر خلیق نواز کو ۱۸۰۸۶ ووٹ ملے۔ آج مشرقی بنگال کے دو اور وزیروں مسٹر حسین علی وزیر رسل و رسائل اور سید محمد افضل وزیر سول سپلائی کو بھی شکست ہوئی۔ وزیر صحت کل شکست کھا گئے تھے۔ اس طرح صوبائی وزیر اعلیٰ اور ان کے تین ساتھی شکست کھا چکے ہیں۔ وزیر رسل و رسائل مسٹر حسین علی کو متحدہ محاذ کے لیڈر مسٹر فضل الحق سے شکست دی مسٹر فضل الحق کو ۲۰۰۳۵ اور مسٹر حسین علی کو ۳۱۱۷ ووٹ ملے مسٹر فضل الحق زمیندار حلقہ سے بھی کامیاب ہو گئے ہیں۔ مسٹر فضل الحق نے اپنے دوسرے مسلم لیگی مخالف سید محمد افضل کو بھی حلقہ دیناج پور سے شکست دی۔ اس حلقہ سے مسٹر فضل الحق کو ۱۶۰۰۴ اور شکست زدہ مسلم لیگی کو صرف ۳۷۹۳ ووٹ ملے۔ عوامی لیگ کے لیڈر مسٹر خیرات کس اور متحدہ محاذ کے ایک سرکردہ لیڈر مسٹر کفیل الدین نے بھی مسلم لیگی امیدوار کو بری طرح پچھاڑا۔ تین شیڈولڈ کاسٹس حلقوں کے نتائج بھی نکلے۔ جن پر شری پرل چندر چودھری شری بھگوتی گھوش اور متحدہ محاذ کے ایک اور شیڈولڈ کاسٹ ممبر مسلم لیگیوں کو شکست دے کر کامیاب ہو گئے ہیں۔ عورتوں کے جن ۲ حلقوں کا آج نتیجہ نکلا ہے۔ یہ تینوں نشستیں متحدہ محاذ جیت گیا ہے۔ پانچ نشستوں کا بلا مقابلہ فیصلہ ہو گیا تھا۔ ان میں تین کانگرسی تھے ایک عیسائی تھا اور ایک شیڈولڈ کاسٹس کا امیدوار

دار جیلنگ ۱۷ مارچ۔ فاتح ایورسٹ تن سنگھ کو آج ہبرڈ میڈل جو امریکی نیشنل جغرافیائی سوسائٹی کا سب سے بڑا اعزاز ہے دیا گیا

نئی دہلی۔ ۱۷ مارچ۔ پاکستان سے آمدہ اطلاعات کے مطابق امریکی فوجی امداد کی پہلی قسط اپریل کے مہینہ میں پاکستان پہنچ جائے گی۔ اگرچہ پاکستان میں ہلکا سامان جنگ آنا شروع ہو چکا ہے لیکن بھاری سامان جنگ اپریل میں آنا شروع ہو جائے گا۔ جس کے ساتھ ایک ہزار امریکن فوجی افسر بھی پاکستان آ جائیں گے۔ جو پاکستانی افواج کو امریکن ڈھنگ پر ٹریننگ دیں گے۔ پاکستان پارلیمنٹ میں جو بجٹ پیش ہوا تھا۔ اس میں ۸۰ کروڑ روپیہ فوجی اخراجات کے لئے منظور کیا گیا ہے۔ باخبر حلقوں کے بیان کے مطابق پاکستان ۸۰ کروڑ روپیہ کی رقم محض دس لاکھ فوجیوں کی بھرتی اور تنخواہ پر خرچ کرے گا۔ پاکستان اس وقت کسی بھی ملک سے فوجی سامان خرید نہیں کر رہا۔ کیونکہ پاکستان کو فوجی سامان امریکہ مہیا کرے گا۔

تراونکور کوچین ۱۷ مارچ۔ ٹراونکور کوچین کی نئی وزارت کا آج اعلان ہو گیا ہے۔ اس وزارت میں چیف منسٹر تھانو پلے کے علاوہ تین دیگر وزراء لئے گئے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں شری جی۔ ایس جٹ راج پلے۔ شری اچیوتن اور شری کے کنجو ہیں۔ ان وزراء نے آج شام حلف لے لیا ہے۔ چاروں وزراء سوشلسٹ پارٹی کے ہیں۔

چنڈی گڑھ۔ ۱۷ مارچ۔ آج پنجاب اسمبلی میں سردار اجل سنگھ نے بجٹ کا جواب دیتے ہوئے اعلان کیا کہ پنجاب میں جو لوگ صنعتیں جاری کرنا چاہیں۔ حکومت قرضہ۔ سامان اور دوسری عملی صورتوں میں ان کی مدد کرے گی۔ آپ نے کہا کہ اپر باڑی کو اڑانے کا معاملہ پریشن میں اٹھانا درست نہیں ہے۔ یہ معاملہ کئی بار اٹھایا جا چکا ہے۔ اور ہاؤس اس کے خلاف فتویٰ دے چکا ہے۔ وزیر بجلی۔ آبپاشی چودھری لہری سنگھ نے کہا کہ عنقریب سارے صوبہ کے قصبوں کو بجلی مل جائے گی۔

واشنگٹن۔ ۱۷ مارچ۔ امریکی کانگرس کی ایٹمی طاقت کمیٹی کے صدر مسٹر ڈبلیو کول نے انکشاف کیا ہے کہ امریکہ کے پاس بھی ہائیڈروجن بم موجود ہے۔ اور وہ اسے دنیا کے کسی بھی مقام پر گرا سکتا ہے۔ لیکن جس کے مقام پر بم گرایا جانا ہو۔ اس کے قریب اڈے ہونے ضروری ہیں تاکہ انہیں تباہ کیا جا سکے۔ واضح رہے کہ امریکہ نے آج پہلی بار سرکاری طور پر تسلیم کیا ہے کہ اس کے پاس بھی ہائیڈروجن بم ہے۔ روس پہلے ہی ہائیڈروجن بم کا تجربہ کر چکا ہے۔ مسٹر کول نے کہا کہ ہائیڈروجن بم بمبار ہوائی جہاز سے گرایا جا سکے گا۔ اس نے مزید کہا کہ روس کے پاس بھی ہائیڈروجن بم موجود ہے۔ آپ نے دعویٰ کیا کہ دسمبر تک ایٹمی طاقت کے آلات سے بجلی پیدا کی جا سکے گی۔ جسے صنعتی مقاصد کے لئے استعمال کیا جا سکیگا۔

لندن۔ ۱۷ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ امریکی فوجی امداد کے سلسلہ میں پاکستان کی ضروریات کا جائزہ لینے کے لئے امریکی تحقیقاتی مشن آج لندن پہنچ جائے گا یہاں یہ تین چار دن ٹھہرے گا۔ مشن پاکستان کے ڈیفنس سیکرٹری مسٹر سکندر مرزا کے ساتھ بات چیت کرنے کے بعد پاکستان چلا جائے گا۔